ازافادات : حضرت حاجی شکیل احمد صاحب چشتی دامت برکاتہم

مجازِ بیعت : عارف باللہ حضرت اقدس مفتی محمد حنیف صاحب چشتی دامت برکاتہم

حج تجربات کی روشنی میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

حج تجربات کی روشنی میں

راحت پائیں اور زحمتوں سے بچیں

از افادات

حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی

مجازِ بیعت

حضرت مفتی محمد حنیف صاحب جونپوری مدظلہ العالی

حج تجربات کی روشنی میں

تفصیلات

کتاب کا نام	:	حج تجربات کی روشنی میں
از افادات	:	حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی
جمع وترتیب	:	خدامِ حضرت والا مدظلہ العالی
طبعِ اول	:	ایک ہزار ۲۰۰۵ء
طبعِ دوم	:	تین ہزار ۲۰۰۶ء
طبعِ سوم	:	دو ہزار ۲۰۰۶ء
طبعِ چہارم	:	ایک ہزار ۲۰۱۲ء
ناشر	:	حرا پبلی کیشن، پنویل، ممبئی، انڈیا۔

ادارہ اسلامیات، محمد علی روڈ، ممبئی۔

فون:022-2435243

عناوین

کلماتِ بابرکات

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد لحضرة الجلالة والنعت لخاتم الرسالة والصلوٰة والسلام علیٰ من کان نبیاً وادم علیه السلام بین الماء والطین فسبحان من خلق الانسان من ماء مهین وأنطق له اللسان وأعطاه البیان وان من البیان لسحراً وذلک فضل اللّٰہ یعطیه لمن یشآء ماشآء ویخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ولکنَّ اکثر الناس لایعلمون۔ وللّٰہ الخلق والامر کله فاذا اراد شیئاً فیقول له کن فیکون۔بعد:

تاریخ میں قدرت کے ایسے شواہد موجود ہیں کہ قادر وقہار جل جلالہٗ نے بے روح اور بے جان چیزوں کے واسطے اور ذریعے قدرت کے ایسے شاہ کار اور نمونے ایجاد فرمائے ہیں کہ عرفائے ذی روح دنگ رہ گئے۔ مثلاً

خشک اور بوسیدہ لکڑی ہونے کے باوجود اُستُنِ حنانہ کا فراقِ حبیبِ رب العالمین پر آہ وبکا اور وہ بھی ایسا کہ بڑے بڑے عرفا اصحاب سے نہ بن پڑے اور بہت ہی معمولی اور ضعیف تر پرند کے واسطے ابرہہ جیسے دم خم اور سینہ تاننے والے ہاتھیوں اور ہاتھی سواروں کے چھکے چھڑا دیے۔ اس لیے آج بھی ہم اور آپ اگر کسی کو کچھ نہ سمجھتے ہوں مگر خدا تعالیٰ قادر وقہار اس سے ایسا کام لے لیں جو ہم جیسے انا رکھنے والوں سے نہ بن آئے تو کیا عجب ہے۔ پیشِ نظر رسالہ جو آپ کے روبرو کم ازکم اس حقیر کے روبرو اسی طرح کے عجائبات میں سے ہے اور یہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے کہ ؎

نگارِ من کہ نہ مکتب رسید و درس نہ کرد

سبق بہ غمزہ بیاموخت صد مدرس شد

یعنی میرا محبوب وہ ہے جو نہ کبھی مکتب میں پہنچا اور نہ سبق پڑھا مگر اشاروں میں ایسا سبق پڑھایا کہ سینکڑوں مدرس تیار ہو گئے۔

اس سے میری مراد میرے محبوب ومحبّ دوست وصدیقِ حمیم بھائی شکیل احمد زاد مجدہٗ ہیں۔ان کی جس کاوشِ معہود پر یہ خامہ فرسائی یہ سودائی کررہا ہے،آپ کے سامنے ہے۔پڑھئے اور خود فیصلہ فرمایئے کہ اس ناکارہ کی گذارشات محض مجنون کی بڑ ہیں یا کچھ حق اور حقیقت بھی۔

آگے بس ایک جملے پر اپنی ہرزہ سرائی ختم کرتا ہوں کہ ؂

''لذتِ مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی'' کہ خدا کی قسم تم شراب کی لذت نہیں پہچان سکتے جب تک کہ تم اسے چکھ نہ لو۔

بس پڑھ کر ہی فیصلہ کیجیے۔''وما اردت الا الاظہار ماھو الحق عندی''

واخیراً دوبارہ کہتا ہوں کہ ؂ کہ لذتِ مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی۔

بس خود پڑھ کر فیصلہ کیجیے۔ والسلام

ناکارہ وآوارہ قسمتوں کا مارا

محمد حنیف غفرلہٗ جونپوری

۲۵؍ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۳؍مارچ ۲۰۰۹ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی
استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

باسمہ سبحانہٗ تعالیٰ

حج اسلام کا ایک اہم رکن اور عظیم الشان درجے کی عبادت ہے، جو زندگی میں صرف ایک ہی مرتبہ صاحبِ استطاعت پر فرض ہوتی ہے۔ اس کے بے شمار فضائل وفوائد اور برکات وثمرات ہیں۔ اگر اس کو قاعدے کے موافق کرلیا جائے اور کسی کو حجِ مبرور نصیب ہوجائے تو نہ صرف یہ کہ وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو؛ بل کہ اس کے ساتھ اس کو دوسرے روحانی وباطنی ایسے فوائد حاصل ہوتے ہیں جو دوسرے مجاہدات سے نہیں ہوسکتے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کے بعد حاجی کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے اور اس کی برکت سے اسے حق تعالیٰ کا صحیح تعلق نصیب ہوجاتا ہے، بس شرط یہی ہے کہ سفرِ حج میں اخلاص ہو اور سفر کا

آغاز ہی شرع کے موافق اور سنت کے مطابق ہو اور قدم قدم پر اس کو پیش نظر رکھا جائے۔

لیکن نفس اور شیطان شروع ہی سے حاجی صاحب پر ہر وقت ایسے مسلط رہتے ہیں کہ قدم قدم پر خلافِ شرع اور خلافِ سنت کام کا ارتکاب کرواتے ہیں جس کا حاجی کو احساس بھی نہیں ہوتا، اکثر لوگوں کا حج اسی انداز کا ہوتا ہے۔ بس حج کیا اور چلے آئے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حج کے مطلوبہ فوائد اور ثمرات جو حاصل ہونا چاہیے تھے وہ نہیں ہو پاتے، اس لیے عازمِ حج کے لیے ضروری ہے کہ سفرِ حج کے ارادے کے بعد آغازِ سفر ہی سے ہر وقت اسی فکر اور سوچ میں رہے کہ مجھے اس کے لیے کیا تیاری کرنی ہے؟ کیسے جانا ہے؟ کیا لے کر جانا ہے اور وہاں سے کیا لے کر آنا ہے؟

محترم جناب حاجی شکیل احمد صاحب زید مجدہٗ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انھوں نے عازمینِ حج کی ایک مجلس میں حج سے متعلق از اول تا آخر ایسی ضروری اور مفید باتیں تفصیل سے بیان فرمائی ہیں جن کو پیشِ نظر رکھنے سے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ حجِ مبرور اور حجِ کامل نصیب ہوگا اور اس کے مطلوبہ فوائد و منافع بھی حاصل ہوں گے۔ نیز موصوف نے اس مجلس میں اپنے تجربات کی روشنی میں بہت سی مفید باتیں بھی

بیان فرمائی ہیں، مسائل بتلانے سے احتیاط کی گئی ہے اور اگر کہیں بیان بھی کیا گیا ہے تو وہ حوالے کے ساتھ ہے۔

احقر نے اس کتاب کو از اول تا آخر حرفاً حرفاً پڑھا، اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ یہ رسالہ ان شاء اللہ سفر حج کو کام یاب اور مقبول بنانے میں بہت مفید اور معاون ثابت ہوگا۔ ہر حاجی کو اپنے سفر کا آغاز کرنے سے قبل بار بار اسے پڑھنا چاہیے اور سفرِ حج میں بھی اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔ نیز اگر اس کتاب کا دوسری رائج زبانوں میں بھی ترجمہ ہو جائے تو ان شاء اللہ امت کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جناب حاجی شکیل احمد صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان احباب کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جنھوں نے اس کی نشر و اشاعت کا پروگرام بنایا۔ یہ میرے لیے سعادت کی بات ہے کہ تقریظ لکھنے کے بہانے احقر کی بھی اس کام میں شرکت ہو رہی ہے۔ تمام قارئین حجاج کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ ضرورت کے موافق دین کی صحیح صحیح خدمت کی تادمِ حیات توفیق عطا فرما کر خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔

محمد زید مظاہری ندوی

(استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

حج تجربات کی روشنی میں

اپنے حج کو مقبول کیسے بنائیں؟

غصے کی عادت چھوڑ دیں، صبر کا دامن نہ چھوڑیں، تقوے کا توشہ نہ کھوئیں، حالات جو بھی پیش آئیں، آپ اس پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہ کریں؛ بل کہ یہ سوچیں کہ میرے مولیٰ کی یہی مرضی ہے، ہم بھی اس پر راضی ہیں۔

اپنے لیے خاموشی کو لازم کرلیں، مزاج کے خلاف کچھ بھی ہو جائے؛ لیکن آپ خاموش رہیں، خاموش رہیں، خاموش رہیں۔

اگر آپ نے اپنے غصے پر قابو پالیا تو یقین جانئے، آپ سب کچھ پا جائیں گے۔ ساری برائیاں بھلائیوں سے بدل جائے گی، دین کا درد آجائے گا، امت کا غم آجائے گا، اللہ کے پیارے بن جائیں گے، نبی کے دُلارے بن جائیں گے۔

بتائیے! اور کیا چاہیے؟ سب کچھ تو مل گیا۔

نوٹ: سفرِ حج میں اس مضمون کو صبح شام پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللّٰہ تعالٰی

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَارَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَاجِدَالَ فِي الْحَجِّ ﴾

وقال رسول اللہ ﷺ

عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ (متفق علیہ)

سفرِ حج ایک آسان سفر ہے

محترم بزرگو اور دوستو!

۱۹۸۶ء میں حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوریؒ کے ساتھ میرا سفر حج پر جانا ہوا، حج کے بعد حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ کیا حج میں تکلیف ہے؟ میں نے کہا حضرت! نہیں، فرمایا جو شخص سیکھ کر حج کرے گا، جلد بازی نہیں کرے گا، لوگوں کی دیکھا دیکھی نہیں کرے گا، اس کے لیے حج

میں راحت ہے اور جو حج سیکھ کر نہیں کرے گا، اسے حج میں تکلیف ہوگی۔

سفر حج ایک آسان سفر ہے۔ سفر کی کچھ تکالیف اور مشقتیں تو ہر جگہ ہی پیش آتی ہیں خواہ وہ سفر اپنے وطن کا ہی کیوں نہ ہو، لہٰذا سفرِ حج میں بھی مشقتیں تو ضرور ہیں۔ لیکن یہ سمجھنا کہ بہت زیادہ مشکلیں ہیں؛ ایسا ہم نے سوچ رکھا ہے یا ان حاجیوں کی زبانی سن رکھا ہے جنھوں نے حج تو کیا ہے؛ لیکن حج سیکھ کر نہیں کیا، ان کا یہ سوچنا صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا حج سے متعلق اپنے تجربات کی روشنی میں کچھ ایسی باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جن پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ آپ کو یہ سفر واقعی آسان معلوم ہوگا۔

جانے والے حجاج نے مسائل کی کتابوں سے مسائل دیکھ لیے ہوں گے اور فضائل کی کتابوں کو پڑھ کر جو شوق پیدا ہوتا ہے وہ شوق بھی پیدا ہوگیا ہوگا، مجھے تو آج اپنے تجربات کی روشنی میں کچھ باتیں عرض کرنی ہیں، اللہ پاک مجھے کام کی باتیں کہنے کی اور ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

حج کا مقصد

اگر حج پر جانا ہے اور اپنی زندگی بدلنے کی نیت نہیں ہوگی تو اس حج سے اللہ کی قربت حاصل نہیں ہو سکتی اور ان کا تعلق حاصل نہیں ہو سکتا، تعلق اسے ملے گا جو جانے سے پہلے یہ طے کر لے کہ میری زندگی کے جتنے شعبے ہیں ان میں جو جو کوتاہیاں ہیں اور خلافِ شرع کام ہو رہے ہیں، اس کی ایک فہرست تیار کروں گا اور پھر انھیں سنت و شریعت کے مطابق کرنے کی کوشش کروں گا۔

یاد رکھیں! اگر ہم یہ فہرست تیار نہیں کرتے تو ہمیں حج پر جانے کا محض شوق ہے، اللہ کا تعلق حاصل کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ ہم حج پر کیوں جا رہے ہیں؟ اگر ہمیں یہ پتہ نہ ہو کہ ہم وہاں کیوں جا رہے ہیں تو پھر وہاں سے خالی ہاتھ ہی واپس آئیں گے۔ اس لیے کہ جب آدمی بازار جائے اور اسے پتہ ہی نہیں ہو کہ اسے وہاں سے کیا لانا ہے تو پھر وہ بازار سے خالی ہاتھ ہی واپس آتا ہے۔ میں اس بات کو ایک مثال سے سمجھاؤں تا کہ بات پوری طرح سمجھ میں آ جائے۔

ایک مثال

ایک ماں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا! بازار جا کر فلاں فلاں سامان لے آؤ اور ساتھ میں سامان کی ایک فہرست بھی دی جس میں دس سامان لکھے ہوئے تھے۔ بچہ گھر سے تھیلا اور پیسے لے کر نکلا تو باہر اسے اپنا ایک دوست ملا۔ اس نے اپنے دوست سے کہا کہ میرے ساتھ بازار چلو۔ دونوں بازار گئے اور ہر دوکان پر ساتھ ساتھ گئے۔ جس بچے کے پاس سامان کی فہرست تھی وہ تو اپنا سامان لیتا رہا اور تھیلے میں ڈالتا رہا اور دوسرا یوں ہی خالی کھڑا رہا۔ جب دونوں بازار سے واپس آئے تو ایک کے ہاتھ میں دس سامان تھے اور دوسرے کا ہاتھ خالی تھا۔ کیوں؟ اس لیے کہ ایک سامان لانے کی نیت سے گیا تھا اور دوسرا بغیر نیت کے صرف ساتھ دینے کی غرض سے گیا تھا۔

اسی طرح تمام حاجی حج کرنے جاتے ہیں، مکہ جاتے ہیں، منیٰ جاتے ہیں، عرفات ومزدلفہ جاتے ہیں۔ ان میں کچھ حاجی تو یہ نیت کر کے جاتے ہیں کہ ہمیں یہ لے کر جانا ہے اور وہاں سے یہ لے کر آنا ہے۔ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کی سوچ صرف اتنی ہوتی ہے کہ ہمیں حج کرنے جانا ہے، پھر وہ حج کا احرام باندھ کر مکہ چلے جاتے ہیں، طواف کر لیتے

حج تجربات کی روشنی میں

ہیں، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ چلے جاتے ہیں، پھر مدینے پاک جا کر واپس چلے آتے ہیں۔ چوں کہ فقط جانے کی اور وہاں جا کر حج کے ارکان ادا کر کے چلے آنے کی نیت ہوتی ہے، اس لیے وہاں پہنچ کر سارے ارکان ادا کر کے چلے آتے ہیں؛ لیکن اس کی کوئی نیت نہیں ہوتی کہ ہمیں کیسا بن کر جانا ہے اور وہاں سے کیسا بن کر واپس آنا ہے، الا ماشاء اللہ۔

یاد رکھیں! جانے سے پہلے اپنی زندگی کے شعبوں کو غور سے دیکھیں اور ان میں جہاں جہاں کوتاہیاں ہوں انھیں لکھ کر کسی اللہ والے کے پاس جائیں اور ان سے پوچھیں کہ ہم ان ان کوتاہیوں میں مبتلا ہیں، ہم اپنی ان کوتاہیوں کو دور کرنا چاہتے ہیں، آپ مہربانی فرما کر ہمیں ان کوتاہیوں کو دور کرنے کی تدبیر بتلائیں جن پر عمل کر کے ہم اپنی ان کوتاہیوں سے نجات پاسکیں۔

نیت کے ساتھ تدبیر ضروری ہے

دیکھیے! ایک ہے کوتاہیوں کو دور کرنے کی نیت کرنا اور ایک ہے ان کوتاہیوں کو دور کرنے کی تدبیر اختیار کرنا۔ فقط نیت کرنے سے وہ کوتاہیاں دور نہیں ہوں گی؛ بل کہ باقاعدہ تدبیر اختیار کر کے اس پر عمل

کرنے سے وہ کوتاہیاں دور ہوں گی۔

مثلاً ایک شخص نے ایک کلو سیب گھر لے جانے کی نیت کی تو صرف نیت کر لینے سے سیب اس کے گھر نہیں پہنچ جائے گا؛ بل کہ باہر نکل کر سیب کی دوکان ڈھونڈ کر اس کے پاس جانا ہوگا، دوکان دار کو پیسے دینے ہوں گے اور پھر اٹھا کر گھر لانا ہوگا، تب کہیں جا کر سیب گھر پہنچے گا۔

اسی طرح کوتاہیوں کو دور کرنے کی نیت کر لینے سے کوتاہیاں دور نہیں ہو جائیں گی؛ بل کہ جس جس قسم کے گناہ اور جس جس قسم کی کوتاہیوں میں مبتلا ہیں ان سے سچی پکی توبہ کر کے اپنے بس میں جتنا ہے وہ سب کریں، بس تب کہیں جا کر یہ شعبے درست ہوں گے۔

عقل مند آدمی ہر کام سوچ کر کیا کرتا ہے

سمجھ دار آدمی جب کوئی کام کرتا ہے، کوئی نقل و حرکت کرتا ہے یا کوئی بات کرتا ہے تو اس کے پیچھے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ اور بے وقوف آدمی جتنی حرکتیں کرتا ہے اس کے پیچھے اس کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، وہ کیوں بات کرتا ہے، کیوں اٹھتا ہے، کیوں ہنستا ہے، کیوں روتا ہے، اسے اس کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔

ہم چوں کہ خود کو بہت عقل مند اور ہوشیار سمجھتے ہیں، اس لیے ہمیں اپنے دنیوی کاموں میں تو اس کا بہت خیال رہتا ہے کہ ہم یہ کام کیوں کر رہے ہیں، اس سے کیا چاہتے ہیں؛ لیکن دینی اعمال میں ہمیں یہ خیال بالکل نہیں رہتا کہ ہم یہ کام کیوں کر رہے ہیں اور اس سے کیا چاہتے ہیں۔ ہم دینی اعمال انجام ضرور دیتے ہیں؛ لیکن اس سے کیا چاہتے ہیں، یہ ہماری نگاہ میں ہوتا ہی نہیں ہے۔

نماز اللہ کی یاد کے لیے ہے

ہم اپنی روزمرہ کی زندگی کو دیکھیں کہ ہم روزانہ نماز پڑھتے ہیں؛ لیکن اس سے کیا چاہتے ہیں، اس کا ہمیں کبھی احساس ہی نہیں ہوتا، بس نماز پڑھ لیتے ہیں۔ جب مقصود نگاہ میں ہے ہی نہیں تو پھر اس نماز کو پڑھ کر کچھ مل رہا ہے یا نہیں مل رہا، اس کا خیال بھی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی پوچھے کہ آپ نے نماز کیوں پڑھی؟ تو کہتے ہیں کہ بھئی! فرض تھی اس لیے پڑھی ہے۔ لیکن اگر وہ سوال کرے کہ آپ اس سے چاہتے کیا ہیں؟ تو اس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ مقصد نظروں سے اوجھل اور غائب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نماز کا مقصد خود اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا ہے ''وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ'' کہ نماز قائم کرو میری یاد کے لیے۔اس سے پتہ چلا کہ نماز اللہ کی یاد کے لیے عطا کی گئی ہے اور یہ ایک مخصوص طریقے پر ہی ادا کی جاتی ہے، جب کہ دیگر بہت سے اذکار ایسے ہیں جنھیں کسی خاص ہیئت اور طریقے کے مطابق انجام دینے کی کوئی قید نہیں ہے۔مثلاً قرآن مجید کی تلاوت ہے، تیسرا کلمہ ہے، درود شریف ہے، توبہ و استغفار ہے۔یہ سارے اذکار آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے لیٹے بھی انجام دے سکتے ہیں؛ لیکن نماز ایک ایسا عمل ہے کہ اسے آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ادا نہیں کر سکتے؛ بل کہ اس کے لیے اللہ رب العزت نے اپنا گھر یعنی مسجد بنوایا کہ میرے گھر میں آؤ، میرے لیے نماز پڑھو اور ایسی پڑھنے کی کوشش کرو جس میں فقط میری یاد ہو۔

علاوہ ازیں دیگر شرائط بھی لگائے کہ پاک ہوں، باوضو ہوں، قبلہ رخ ہوں وغیرہ وغیرہ۔یہ ساری شرائط اس لیے لگائی گئیں تھیں کہ دیگر اذکار جس میں چلنا پھرنا بھی ہو رہا ہے، اٹھنا بیٹھنا بھی ہو رہا ہے، ذہن کہیں اور ہے تو زبان کہیں اور ہے اور توجہ کہیں اور ہے، یہ ساری باتیں نماز میں نہ ہوں؛ بل کہ نماز کامل یک سوئی کے ساتھ اس طرح پڑھی جائے

کہ اللہ کی یاد دل میں اتر جائے۔ جب اس طرح نماز پڑھی جائے گی تو اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جتنی چھوٹی بڑی برائیاں ہیں وہ سب زندگی سے نکل جائیں گی۔

لیکن اگر ہم غور کریں تو پتہ چلے گا کہ ہم نماز تو پڑھتے ہیں اور ظاہری شرائط بھی پورے کرتے ہیں؛ لیکن نماز کے پیچھے جو ہمارا مقصد تھا وہ ہم بھول گئے کہ نماز اس طرح پڑھیں کہ اللہ کی یاد دل میں ایسی راسخ ہو جائے کہ جتنی برائیاں ہیں وہ سب زندگی سے نکل جائیں۔

ابھی رمضان گیا تو روزہ بھی ہم نے ایسے ہی رکھا کہ صبح اٹھے، سحری کرلی، دن بھر بھوکے رہے، شام کو افطار کرلیا اور پھر تراویح پڑھ لی۔ پھر دوسرے روز بھی اسی طرح کرلیا۔ روزہ رکھنے کا مقصد کیا ہے؟ ہم اس سے کیا چاہتے ہیں؟ جو چاہتے ہیں وہ ہمیں ملا یا نہیں؟ اس کا کوئی حساب نہیں ہوتا۔ اسی طرح دیگر تمام عبادات میں بھی تقریباً ہمارا یہی حال ہے۔

حج میں جانے سے پہلے کے کام

خیر میں اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹ آؤں کہ جب آپ حج پر جانے کا ارادہ کریں تو جانے سے قبل اپنے تمام معاملات صاف کرلیں، کسی کا کچھ لینا دینا ہو خواہ چھوٹی چیز ہو یا بڑی چیز، مال ہو یا زمین

حج تجربات کی روشنی میں

جائداد، غرض کچھ بھی ہو، پہلے ان تمام معاملات کو صاف کرلیں۔ اس لیے کہ اگر آپ حج کا مقصود اور اس کی برکتیں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو حج سے پہلے یہ سارے کام کرنے ہوں گے۔ کیوں کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ کام مقصود نہیں ہوتا؛ بل کہ آدمی اس سے کچھ چاہتا ہے۔ پس اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں حج کا مقصود حاصل ہو جائے تو پھر ہمیں یہ سب کرنا ہوگا۔ اس لیے بہت غور وفکر سے اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ زندگی کہاں کہاں گذری، کن کن لوگوں کے ساتھ گذری، کسی کا کچھ ہمارے ذمے باقی تو نہیں، ہم نے کسی کی غیبت تو نہیں کی، کسی پر بہتان تو نہیں لگایا۔ اگر غور کرنے پر معلوم ہو کہ ان میں سے کوئی کام ہم سے ہوا ہے تو پھر علما اور مشائخ کے پاس جا کر معلوم کریں کہ حضرت! ہم نے یہ یہ کیا ہے، اب ہم اس کا تدارک چاہتے ہیں تو ہمیں شریعت کی روشنی میں کیا کرنا ہوگا؟ پھر جس طرح وہ بتلائیں اس کے مطابق عمل کریں۔

اگر جانے سے قبل ہم نے یہ سب کیا ہے تب تو واقعتاً ہم حج کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر ہم نے یہ سب نہیں کیا اور یوں ہی حج کرنے چلے گئے تو پھر اچھی طرح سمجھ لیں کہ حج کرنے سے حج کی فرضیت تو ساقط ہو جائے گی؛ لیکن حج کا جو مقصود ہے وہ ہمیں حاصل نہیں ہوگا۔ جس طرح

غفلت والی نماز سے نماز کا پورا نفع نہیں ملتا، اسی طرح غفلت والے حج سے بھی حج کا پورا نفع نہیں ملے گا۔ یہ ایک بہت ضروری بات ہے جس پر آپ کو نہایت سنجیدگی اور اہتمام کے ساتھ عمل کرنا ہے۔

دوسری اہم بات یہ کہ آپ اپنے مقام پر رہ کر سب سے پہلے حج کے مسائل کتابوں سے سیکھیں۔ خصوصاً حج کے فرائض، حج کے واجبات اور ممنوعاتِ احرام تو ضرور جان لیں کہ اس کے بغیر حج کی ادائیگی نہیں ہوسکتی۔ اگر مسائل یاد نہیں رہتے تو انھیں ایک کاغذ پر الگ نوٹ کرلیں یا مسائل والی کتاب اپنے اس چھوٹے بیگ میں رکھ لیں جو حج میں آپ کے ساتھ رہے گا اور حسبِ موقع اس میں سے مسائل دیکھتے رہیں، دھیرے دھیرے سارے مسائل سمجھ میں آجائیں گے۔ البتہ یہ ذہن نشین رہے کہ آپ جس مسلک کے پابند ہیں، اسی مسلک کے کسی عالم کی کتاب سے مسائل دیکھا کریں۔ اگر آپ حنفی المسلک ہیں تو "معلم الحجاج" (مصنفہ مولانا سعید احمد صاحب اجراڑویؒ) کو ضرور اپنے ساتھ رکھیں، جس میں حج کے ضروری مسائل لکھے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب بازار میں بہ آسانی دست یاب بھی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ چھوٹی چھوٹی کتابیں اب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، انھیں بھی لے لیں تو بہت اچھا ہے۔

حج تجربات کی روشنی میں

تیسری بات یہ کہ حج کے فضائل حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی کتاب ''فضائل حج'' سے ضرور پڑھیں اور جوں جوں روانگی کی تاریخ قریب آتی جائے اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ پڑھیں۔ اگر ایک مرتبہ ختم ہو جائے تو دوبارہ شروع کر دیں تاکہ حج پورے ذوق شوق کے ساتھ ہو۔

دعوت کھانے میں وقت ضائع نہ کریں

جس دن آپ کو یہاں سے جانا ہوگا اس سے پہلے یہاں آپ کی خوب دعوتیں ہوں گی، آج ان کے یہاں، کل ان کے یہاں، پرسوں ان کے یہاں۔ اب دعوت کھانا ہے یا نہیں یہ آپ کا اپنا عمل ہے، میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر آپ نے حج کا فارم بھر دیا ہے اور اللہ پاک کی طرف سے آپ کا بلاوا آگیا ہے تو اب اپنے ایک ایک منٹ کو قیمتی جانیں، جہاں تک ہو سکے اسی فکر میں لگ جائیں کہ میرا حج صحیح کیسے ہوگا؟ دعوتیں کھانے جاتے ہیں تو جو کھانا بیس منٹ کا ہوتا ہے اس میں دو دو گھنٹے نکل جاتے ہیں۔ اب آپ خود

فیصلہ کریں کہ روز دعوت کھانا چاہیے یا بیٹھ کر روزانہ کچھ نہ کچھ سیکھتے سکھاتے رہنا چاہیے۔ البتہ جن سے ہمارا کوئی معاملہ ہوا ہے ان سے مل کر تو معافی مانگ لینی چاہیے کہ جو کچھ میری جانب سے آپ کے حقوق میں کوتاہی ہوئی ہے اور یقیناً ہوئی ہے، لہٰذا آپ مجھے معاف کر دیجیے۔

جانے سے ایک روز پہلے

ایک دن قبل تمام ملاقاتیوں کی ملاقات سے فارغ ہو جائیں۔ مثلاً کل صبح کی فلائٹ ہے تو آج کسی سے ملاقات نہ کریں؛ بل کہ تمام لوگوں سے کہہ دیں کہ گذشتہ کل تک ملوں گا، آج کا دن مجھے یک سوئی کے ساتھ گھر میں رہنے دیں یا نکلنے کا وقت بتلا دیں کہ فلاں وقت نکلوں گا، سارے لوگ اسی وقت آجائیں اور کھڑے کھڑے مصافحہ کر لیں یا ایئر پورٹ پہنچ جائیں اور وہاں ملاقات کر لیں۔

بہت سے لوگ روانگی کے دن اپنی نادانی میں آنے والے مہمانوں کی رعایت میں کھانے وغیرہ کا خوب انتظام کرتے ہیں اور آنے والوں کی میز بانی میں الجھے رہتے ہیں۔ خوب سمجھ لیں! کہ یہ نفس کا دھوکہ ہے، کیوں کہ یہ وقت تو پورے ذہن کے ساتھ تیار رہنے کا وقت تھا کہ احرام

کا کپڑا پہنتے وقت یہ استحضار رہتا کہ مجھے اللہ پاک بلا رہے ہیں، میں اللہ کے لیے ان کے دربار میں جارہا ہوں، لہٰذا آج کے دن کوئی چائے پانی نہیں کراؤں گا۔اس روز چائے پانی نہ کرانا کوئی بداخلاقی کی بات نہیں ہے؛ بل کہ ایک دن قبل تک آپ جتنے افراد بلانا اور کھلانا چاہیں شوق سے کھلائیں، کوئی آپ کو منع نہیں کرتا؛ لیکن اس دن نہ کھلائیں۔ کیوں کہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اس دن کی کثرتِ ملاقات سے حاجی بالکل تھک جاتا ہے۔لیکن لوگ ہیں کہ اپنی نادانی میں چلے جاتے ہیں اور اگر بیوی بھی ساتھ جارہی ہے تو وہ ان سارے انتظامات میں الگ پریشان ہوتی ہے۔اب وہ میاں سے پوچھتی ہے کہ آپ کا فلاں سامان رکھ دوں؟ تو حاجی صاحب کو بڑا غصہ آتا ہے کہ تجھے سامان سمجھاؤں یا باہر آئے ہوئے مہمانوں کو دیکھوں؟ دیکھئے! یہ بے جا غصہ ہورہا ہے یا نہیں ہورہا ہے؟ حج پر جارہے ہیں اور حرام ہورہا ہے۔پھر میاں کا ٹھیک جواب نہ ملنے پر بیوی کو بھی غصہ آرہا ہے اور وہ بھی پلٹ کر جواب دیتی ہے تو وہ بھی حرام میں مبتلا ہوتی ہے۔لہٰذا اس روز کھانے وغیرہ کا انتظام کرکے کیوں ایسی فضا بنائی جائے جس کی بنا پر حج پر جانے سے قبل ہی حرام کا ارتکاب کرنا پڑے۔

سارا سامان ایک دو روز پہلے پیک کر دیں اور آخری دن خوب آرام کر کے اطمینان کے ساتھ گھر سے نکلیں تا کہ وہاں پہنچ کر آپ پوری طرح تازہ دم رہیں اور پوری بشاشت کے ساتھ مناسکِ حج ادا کر سکیں۔ یہ ساری باتیں فرائض یا واجبات کی قبیل سے نہیں ہیں؛ لیکن اگر ان باتوں کا خیال نہیں رکھا گیا تو فرائض و واجبات میں خلل آئے گا۔

فون کرنے والوں کی زیادتی

بہت سے لوگ موبائل پر فون کرنے کے عادی ہیں، وہ بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہم حاجی صاحب کو بالکل نکلنے کے وقت فون کریں گے تا کہ سب سے آخر میں بات کرنے کی وجہ سے حاجی صاحب کو وہاں بھی ہماری یاد آئے۔ اس فون کے چکر میں حاجی کو گھر سے نکلتے وقت کی دعا بھی یاد نہیں رہتی کہ مجھے گھر سے رخصت ہوتے وقت کیا پڑھنا ہے، وہ بے چارہ لوگوں کے فون اٹینڈ کرنے میں ہی مصروف رہتا ہے۔

لہٰذا اس بات کا خیال رکھیں کہ گھر سے نکلتے وقت کوئی فون اٹینڈ نہ کریں۔ اگر کسی کو اس بات کا بہت ہی شوق ہے کہ حاجی صاحب کو ہماری یاد آئے تو وہ ایئر پورٹ پر چلا جائے کہ جب وہاں حاجی صاحب سے ملاقات

ہوگی تو ممکن ہے آپ کا چہرہ حاجی صاحب کے ذہن میں محفوظ ہوجائے کہ فلاں صاحب بھی ائیرپورٹ پر آئے تھے، لہٰذا ان کے لیے بھی دعا کرنی ہے۔

ممکن ہے آپ حضرات یہ سوچ رہے ہوں کہ یہ آدمی کون سے حج کا بیان کر رہا ہے؟ لیکن خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ بہت اہم باتیں ہیں، آپ انھیں معمولی نہ سمجھیں۔ کیوں کہ مسائل کی روشنی میں حج ہوتا ہے اور ان باتوں کی رعایت سے حج بنتا ہے۔

احرام کہاں سے پہنیں؟

روانگی کے دن احرام گھر ہی سے باندھ کر نکلیں، یہی بہتر ہے۔ اس لیے کہ ائیرپورٹ پر سوائے بیت الخلا کے کوئی ایسی مناسب جگہ نہیں ہوتی جہاں جا کر حاجی اپنے کپڑے اتار کر احرام باندھ سکے، اس لیے بہتر یہی ہے کہ حاجی اپنے گھر سے احرام باندھ کر نکلے۔

میں یہ باتیں آپ کو اس لیے بتلا رہا ہوں کہ نفس اور شیطان ہرگز یہ نہیں چاہیں گے کہ آپ کا حج صحیح ہو۔ یہ بات آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ ائیرپورٹ کے بیت الخلا میں انگلش ٹوائیلیٹ بنی ہوتی ہے جہاں لوگ اپنی ضرورت سے فارغ ہونے جاتے رہتے

ہیں۔اس طرز پر بنی ٹوائیلیٹ پر بیٹھ کر فارغ ہونے میں اکثر حجاج کو بڑی دقت ہوتی ہے جس کی بنا پر ایسے حجاج نیچے بیٹھ کر استنجا کرتے ہیں۔ اب نیچے بیٹھ کر فارغ ہونے میں وہ کتنا پانی بہاتے ہیں کتنا نہیں بہاتے؟ کیا بہایا گیا سارا پانی بہہ کر چلا جاتا ہے یا کچھ باقی رہ جاتا ہے؟اس کا کچھ علم نہیں ہوتا اور ہو بھی کیسے کہ ادھر ایک آدمی اندر بیٹھا ہے اور باہر لوگوں کی لائن لگی ہے، وہ دروازہ پیٹتے رہتے ہیں کہ حاجی صاحب جلدی نکلو، حاجی صاحب جلدی نکلو۔بتایئے! اگر اس جلد بازی میں وہ ناپاک پانی احرام کی چادر کے کسی کونے میں لگ گیا تو پھر حاجی بے خیالی میں اسی ناپاکی کو لے کر حرم تک جائے گا یا نہیں جائے گا؟

اس کے علاوہ باہر والوں کے مسلسل کھٹکھٹانے پر حاجی کو ان پر غصہ بھی آتا ہے اور پھر وہ اسی غصے کی حالت میں احرام باندھتا ہے۔اس لیے میں بہ طور احتیاط آپ کو ایسی باتیں بتا رہا ہوں کہ اگر آپ کو ان کا علم نہ ہو تو پھر آپ الجھ جائیں گے۔ لہٰذا آپ احرام اپنے گھر سے، ہوٹل سے یا مسافر خانے سے باندھ کر جائیں۔البتہ ابھی نیت نہ کریں، نیت کب کرنی ہے اس کا بیان ان شاء اللہ آگے آئے گا۔احرام کی حالت میں دو پٹی والی سلیپر چپل پہنی جاتی ہیں، اس کا مسئلہ بھی معلوم کرلیں۔نیز احرام کی حالت میں پہنی جانے والی چپل چند روز پہلے پہننا شروع کردیں تا کہ نئی چپل پہننے

کی وجہ سے اگر کہیں زخم ہو جائے تو یہیں اس کا علاج بھی ہو جائے۔

گھر سے نکلتے وقت کھانا ساتھ لے لیں

جب گھر سے نکلیں تو کچھ کھانا اپنے ساتھ ضرور لے لیں۔ ممکن ہے کچھ لوگ یہ سوچیں کہ جب جہاز میں کھانا ملتا ہے تو پھر گھر سے کھانا لے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ بے شک جہاز میں کھانا ملتا ہے؛ لیکن جدہ ائیر پورٹ پر پہنچنے کے بعد وہاں کی ضروری کاروائی مثلاً لگیج، امیگریشن، اور سیکیورٹی چیک اپ وغیرہ میں اس قدر وقت لگ جاتا ہے کہ حاجی کو بھوک لگنے لگتی ہے۔ جب بھوک لگتی ہے تو وہاں حاجی کو سوائے پانی کے کچھ نظر نہیں آتا جس پر حاجی کو غصہ آتا ہے کہ ہم یہاں تین گھنٹے سے پڑے ہوئے ہیں، بھوک بھی لگی ہوئی ہے۔ ائیر پورٹ منتظمین کو کم از کم کچھ کھانے کا تو انتظام کرنا چاہیے تھا۔ لیکن وہاں کھانے کا انتظام ہوتا ہے اور نہ ہی آپ کو آپ کے غصے کی بنا پر کچھ کھانے کو ملے گا۔ لہٰذا بھوک سے، غصے سے، لایعنی اور غیبت سے بچنے کے لیے بہتر یہی ہے کہ آپ اپنا کھانا ساتھ لے کر جائیں۔ اگر دو آدمی جا رہے ہوں تو وہ اپنے ساتھ کم از کم چار

آدمیوں کا کھانا لے لیں اور نیت یہ کر لیں کہ ہم اللہ کے دو مہمانوں کو اپنی طرف سے کھانا کھلائیں گے۔

جہاز کی بکنگ کے وقت کھانے کی تفصیل لکھوادیں

اگر آپ کسی ٹور سے یا دیگر کسی ذریعے سے جا رہے ہوں تو جانے سے قبل ایک بات ضرور لکھوادیں کہ ہمیں فلائٹ میں ویج (سبزی) کھانا چاہیے، نان ویج (گوشت) نہیں چاہیے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جہاز میں ملنے والا نان ویج (گوشت) حرام ہوتا ہے؛ لیکن حاجی کے لیے ویج کھانے ہی میں احتیاط ہے۔

ہوائی اڈے پر کیا کرنا ہے؟

ائیر پورٹ کی تمام ضروری کاروائی مثلاً ایمیگریشن، سیکیورٹی چیک اپ وغیرہ میں تقریباً تین چار گھنٹے لگ جاتے ہیں، اس دوران آپ تمام کاروائیوں سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت نفل نماز احرام کے لیے پڑھ سکتے ہیں اور پڑھنا بھی چاہیے، البتہ حج یا عمرے کی نیت ابھی نہ کریں۔ کیوں کہ بعض اوقات فلائٹ میں تاخیر ہو جاتی ہے، جب

حج تجربات کی روشنی میں

حاجی حج یا عمرے کی نیت کرلے گا تو اسے احرام والی تمام پابندیوں کا خیال رکھنا لازم ہوگا۔لہٰذا بہتر یہ ہے کہ دورکعت نماز تو ائیر پورٹ پر پڑھ لیں؛لیکن نیت بعد میں کریں۔

فلائٹ میں جانے سے قبل اگر استنجا وغیرہ کا معمولی تقاضہ بھی ہوتو آپ ائیر پورٹ ہی پر فارغ ہولیں۔اس لیے کہ اول تو فلائٹ کا استنجا خانہ بہت تنگ ہوتا ہے، نیز فلائٹ میں مستقل اعلان ہوتا رہتا ہے کہ حجاج کرام پانی نہ گرائیں۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی تمام ضرورتوں سے ائیر پورٹ پر ہی فارغ ہولیں۔

جب آپ کی سیٹ کنفرم ہوجائے تو اب آپ اس بات کو لے کر قطعاً پریشان نہ ہوں کہ جہاز آپ کو لیے بغیر روانہ ہوجائے گا؛بل کہ سیٹ کنفرم ہونے کے بعد اگر آپ استنجے وغیرہ میں مشغول بھی ہوں گے تب بھی آپ کے نام کا اعلان ہوگا کہ فلاں حاجی رہ گیا ہے، جلدی آجائے۔لہٰذا آپ استنجا وضو سے فارغ ہوکر احرام کی دو رکعت نفل پڑھ لیں،ان دو رکعتوں کے اندر پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا مسنون ہے۔اب یہ کہ احرام کی نیت کیسے کرنا ہے؟ یہ آپ مسائل کی کتابوں مثلاً معلم الحجاج،آسان حج،

اور ایضاح المناسک وغیرہ میں دیکھ لیں۔

جہاز میں احتیاط کی باتیں

فلائٹ میں بیٹھ جانے کے بعد جب ائیر ہوسٹیس آپ کے سامنے کھانا لاکر رکھے گی تو آپ کو کھانے کی ٹرے میں کچھ چھوٹے پیکٹ ملیں گے۔ کسی میں دودھ ہوگا، کسی میں نمک ہوگا، کسی میں مرچ ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ ان پیکٹوں میں ایک پیکٹ ٹشو پیپر کا بھی ہوگا جسے ''فریشنر'' کہتے ہیں۔ وہ ٹشو پیپر کھلنے کے بعد اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ آپ اس کے ذریعے آسانی کے ساتھ اپنا چہرہ اور ہاتھ وغیرہ پوچھ سکتے ہیں؛ لیکن خیال رہے کہ اس ٹشو پیپر میں خوشبو ہوتی ہے۔ اگر آپ نے ائیر پورٹ پر احرام کی نیت کر لی ہوگی تو اب آپ کے لیے اس خوشبودار ٹشو پیپر کا استعمال کرنا درست نہ ہوگا، اس لیے کہ حالتِ احرام میں خوشبودار چیزوں کا استعمال منع ہے۔ لہٰذا احرام کی نیت کر لینے کے بعد اس ٹشو پیپر کے استعمال سے گریز کریں۔

جب آپ کھانا کھانے بیٹھیں گے تو ائیر ہوسٹس آپ کے سامنے نان ویج (گوشت) لاکر رکھے گی، حال آں کہ آپ نے بکنگ کے

وقت وتیج (سبزی) لکھوایا تھا۔ جب آپ اس سے وتیج مانگیں گے تو اولاً تو وہ کہے گی کہ وتیج نہیں ہے، نان وتیج ہی ہے اور یہ بالکل حلال ہے؛ لیکن آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں اور اس سے وتیج ہی کا مطالبہ کریں کہ ہم نے بکنگ کے وقت وتیج لکھوایا تھا، لہٰذا ہمیں وتیج ہی چاہیے۔ جب آپ اصرار کریں گے تو آپ کے اصرار پر وہ دوبارہ آپ کو وتیج کھانا لا کر دے گی۔ البتہ اس بات کا خیال رکھیں کہ جب آپ اس کے ساتھ گفتگو کریں تو اس کے چہرے کی طرف دیکھنے سے مکمل پرہیز کریں؛ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشتبہ مال سے بچنے کی فکر میں بدنگاہی کے یقینی حرام میں مبتلا ہو جائیں۔

اسی طرح کھانے کی ٹرے میں ایک میٹھی ڈش بھی ہوگی جس کے اوپر زعفران یا الائچی کا سفوف (بغیر پکا ہوا) ڈالا گیا ہوگا۔ چوں کہ حاجی کافی دیر کا بھوکا ہوتا ہے، اس لیے اسے یہ خیال نہیں رہتا کہ مجھے اس طرح کی چیزیں نہیں کھانا چاہیے، وہ بے خیالی میں اسے کھا لیتا ہے، اسے احساس اس وقت ہوتا ہے جب وہ اسے کھا چکا ہوتا ہے۔ حال آں کہ احرام کی حالت میں ایسی خوشبودار چیزوں کا کھانا جو پکی ہوئی نہ ہوں منع ہے۔

حج تجربات کی روشنی میں

احرام کی نیت کب کریں؟

جب آپ کھانے سے فارغ ہو جائیں تو اب احرام کی نیت کرلیں۔ اس دھوکے میں نہ رہیں کہ کھانے کے بعد نیند آ رہی ہے، لہٰذا پہلے کچھ دیر سولوں پھر تازہ دم ہو کر نیت کرلوں۔ اس لیے کہ اب تک کے تمام مراحل کو طے کرتے ہوئے آپ بہت تھک چکے ہوں گے، جب کھانا کھا کر سوئیں گے تو پھر سوئے ہی رہ جائیں گے اور بلا نیت ہی کے میقات سے گذر جائیں گے۔ حال آں کہ میقات کے آنے سے پہلے جہاز میں کئی مرتبہ میقات کے آنے کا اعلان بھی ہوتا ہے؛ لیکن چوں کہ آپ بالکل بے خبر سوئے ہوئے ہوں گے، اس لیے آپ کو کچھ پتہ نہیں چلے گا اور آپ بغیر نیت ہی کے میقات سے گذر جائیں گے جس کی بنا پر آپ کے ذمے دم واجب ہو جائے گا۔ (معلم الحجاج مکتبہ یادگار شیخ)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ "ہوائی جہاز کا راستہ عموماً خشکی کے اوپر سے براہِ قرن المنازل ہوتا ہے، ہوائی جہاز قرن منازل اور ذاتِ عرق دونوں میقاتوں کے اوپر سے گزرتا ہوا اول حل میں داخل ہوتا ہے پھر جدہ پہنچتا ہے۔ اس لیے ہوائی سفر میں تو قرن المنازل کے اوپر آنے سے پہلے پہلے احرام باندھنا واجب ہے۔ چوں

کہ ہوائی جہاز میں اس کا پتہ چلنا تقریباً ناممکن ہے کہ جہاز کب اور کس وقت قرن المنازل کے اوپر سے گزرے گا، اس لیے اہل پاکستان اور ہندوستان کے لیے تو احتیاط اسی میں ہے کہ ہوائی جہاز میں سوار ہونے کے وقت ہی احرام باندھ لیں (یعنی نیت کرلیں) اگر بغیر احرام باندھے (یعنی بغیر نیت کیے ہوئے) ہوائی جہاز کے ذریعے جدہ پہنچ گئے تو ان کے ذمے دم یعنی ایک قربانی بکرے کی واجب ہو جائے گی اور گناہ اس کے علاوہ ہوگا جس کی وجہ سے حج ناقص رہ جائے گا، مقبول نہیں ہوگا، بہت سے حجاج اس میں غفلت کرتے ہیں۔

(جواہر الفقہ جلد نمبر ایک، صفحہ ۴۷۴، ۴۷۵)

لہٰذا آپ کے لیے بہتر یہی ہے کہ آپ احرام کی دو رکعت نفل نماز ائیر پورٹ پر پڑھ لیں، پھر فلائٹ میں کھانے سے فارغ ہوتے ہی نیت کرلیں۔ نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا کب ہو یہ تو بیان ہو چکا؛ البتہ کیسے ہو یہ کتابوں میں دیکھ لیں یا علما سے معلوم کرلیں۔

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ حاجی نے نیت کی اور تلبیہ پڑھنا شروع کیا، ابھی تلبیہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ پاس بیٹھے ساتھی نے پوچھا کہ

میں بھی نیت کرلوں اور تلبیہ پڑھ لوں؟ اس نے کہا ہاں ہاں تم بھی نیت کرلو اور تلبیہ پڑھ لو، پھر وہیں سے تلبیہ پڑھنا شروع کر دیا جہاں سے چھوڑا تھا تو اگر چہ اس طرح پڑھنے سے بھی تلبیہ ہو جائے گا، تاہم یہ بہتر نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ از سرِ نو تلبیہ کہے۔

جہاز میں ساتھی کے بچھڑنے پر پریشان نہ ہوں

حاجی جب حج کرتا ہے تو عموماً اس کے ساتھ یا تو گھر والے ہوتے ہیں یا کوئی قریبی رشتہ دار ہوتا ہے یا پھر کوئی دوست ہوتا ہے اور دلی تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ میرا عزیز میری بغل والی سیٹ پر بیٹھے۔ بعض مرتبہ تو نمبر وار سیٹ دی جاتی ہے؛ لیکن اکثر ایسا نہیں ہوتا۔ اگر نمبر وار سیٹ دے بھی دیتے ہیں تب بھی اس قدر گڑ بڑ ہوتی ہے کہ حجاج جہاں چاہتے ہیں بیٹھ جاتے ہیں۔

اگر ساتھ میں ابا، اماں، بیٹی، بہن یا بیوی ہے تب تو بہتر یہ ہے کہ انھیں اپنے ساتھ ہی بٹھائیں، اگر بغل میں کسی اور کی سیٹ ہو تو اس سے درخواست کر کے سیٹ تبدیل کر کے انھیں اپنے پاس بٹھالیں۔

لیکن اگر ساتھ میں کوئی دوست ہو تو اس سے پہلے ہی طے کرلیں کہ جہاز میں الگ الگ ہو جانے کی صورت میں ہم ایک دوسرے کو تلاش نہیں کریں گے۔ اس لیے کہ اللہ ہی کی طرف سے یہ انتظام ہو گیا کہ جب دور رہیں گے تو آپس میں باتیں نہیں ہوں گی۔ (اسی طرح یہ بھی طے کرلیں کہ پورے سفر میں ساتھ رہنے کے باوجود ضرورت کے بقدر ہی گفتگو کریں گے)۔

پھر یہ کہ تلاش کرنے میں ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ دوران تلاش جہاز میں بے پردہ بیٹھی ہوئی عورتوں پر نگاہ پڑنے کا قوی امکان ہے، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ دوست کو تلاش نہ کریں۔ کیوں کہ جہاز سے اترنے کے بعد سارے مسافر ایک ہی جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اگر آپ کا دوست آپ کو جہاز میں نہ بھی ملا تب بھی جہاز سے اترنے کے بعد بہ ہر حال وہ آپ کو مل جائے گا۔ سفر میں جتنی تنہائی ہوگی اتنا ہی زیادہ نفع ہوگا اور جتنا میل جول زیادہ ہوگا اتنا ہی زیادہ نقصان ہوگا۔

ایک ضروری مسئلے کی وضاحت

آج کل حج کے لیے جانے والی عورتوں کو یہ مسئلہ بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ احرام کی حالت میں کپڑا چہرے پر نہیں لگنا چاہیے، یہ

حج تجربات کی روشنی میں

نادان اپنے گمان کے مطابق یہ سمجھ بیٹھی ہیں کہ چہرہ ڈھانکنا منع ہے اسی بناپر بے پردہ ہوکر گھومتی ہیں، حال آں کہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ چہرے پر کپڑا نہ لگنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عورت چہرہ کھول کر گھومے؛ بل کہ اسے چہرے کا پردہ بھی ضرور کرنا چاہیے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جناب! یہ کیسے ممکن ہے کہ چہرہ ڈھانکا بھی جائے اور چہرے پر کپڑا بھی نہ لگے؟ ہاں ہاں یہ ممکن ہے اور تدبیر سے ممکن ہے۔ اس طور پر کہ بازار میں ایسی ٹوپی دست یاب ہے جسے اگر سر پر رکھ لیں تو ایک چھجہ نما بن جاتا ہے جس کے اوپر سے بہ آسانی نقاب ڈالا جاسکتا ہے۔ اس طرح پردہ بھی ہوجاتا ہے اور چہرے پر کپڑا بھی نہیں لگتا۔

خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ جو عورت حج میں پردے کا اہتمام نہیں کرے گی وہ زندگی میں کبھی بھی پردے کا اہتمام نہیں کرسکے گی، اسی طرح جو مرد حج میں نامحرم عورتوں کو دیکھنے سے نہیں بچے گا وہ زندگی میں کبھی بھی اپنی نگاہ کی حفاظت نہ کرسکے گا۔

نامحرم عورتیں کون سی ہیں یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے۔ سو اس کی وضاحت کرتا چلوں کہ نامحرم عورتیں جنھیں دیکھنے سے ہمیں شریعت نے منع کیا ہے ان میں عام عورتوں کے علاوہ بھابھی، سالی، ممانی، چچی، بڑی

امی ، پچازاد بہنیں، ماموں زاد بہنیں، پھوپھی زاد بہنیں ،خالہ زاد بہنیں بھی شامل ہیں۔ہم عام طور سے ان رشتے دار عورتوں سے پردے کا اہتمام نہیں کرتے ،حال آں کہ شریعت نے ہمیں ان عورتوں سے بھی پردے کا حکم دیا ہے۔اگر ہم نہیں کرتے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ حکم اسلام سے خارج ہو گیا،غلط رواج عام ہو جانے سے شریعت کا حکم تو نہیں بدلتا۔ اللہ نے حج میں اس کی تکمیل کردی ہے کہ جتنا بتایا گیا یہ پورا ہے،اب نہ اس میں کمی ہوگی نہ زیادتی۔

اس لیے جس کے گھر میں پردہ نہیں ہے اور وہ پردہ کرنے کی نیت سے حج پر نہیں جا گیا ہے تو پھر وہ حاجی حج سے واپسی کے بعد ان تمام رشتے دار عورتوں سے ایسے ہی بے پردہ ہو کر باتیں کرے گا جیسے پہلے کیا کرتا تھا۔اسی طرح جو عورتیں یہ سوچ کر پردہ نہیں کرتیں کہ حج میں پردہ کرنا بہت مشکل ہے تو پھر یہ عورتیں حج سے آنے کے بعد اپنی زندگی میں کبھی بھی پردہ نہیں کریں گی ،ان کے لیے پردہ کرنا ہمیشہ مشکل ہی ہوگا۔لہٰذا حج پر جانے سے قبل اور خصوصاً حج کے زمانے میں پردے اور اپنی نگاہوں کی حفاظت کا بہت ہی اہتمام کرنا چاہیے۔

حج میں عورتوں کا برقع کیسا ہو؟

حج میں عورتیں بھی بہ کثرت ہوتی ہیں اور تقریباً سبھی عورتیں برقع پہنے ہوتی ہیں۔ اس صورت میں ہم اپنے گھر کی مستورات کو کیسے پہچانیں، یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر کی عورتوں کے لیے کوئی امتیازی برقع سلوالیں۔

ہم اپنی مستورات کے لیے ایسا برقع سلواتے ہیں جو بالکل نمایاں ہوتا ہے، مثلاً چیکس والا یا پھر کسی اور رنگ کا۔ جب بھی ہمیں اپنی مستورات کو حرم میں تلاش کرنا ہوتا ہے تو نمایاں برقع ہونے کی بنا پر وہ ہمیں دور ہی سے نظر آجاتی ہیں، ہم قریب جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ ہمیں دیکھ کر ہمارے ساتھ ہو لیتی ہیں۔ اگر ہم نے کوئی امتیازی رنگ کا برقع نہ سلوایا اور وہ بھی دیگر عورتوں کی طرح کالے رنگ کے برقع میں رہیں تو پھر اس صورت میں ہم اپنی مستورات کو تلاش کرنے کے چکر میں ساری ہی عورتوں کو دیکھیں گے کہ شاید یہ ہو، شاید یہ ہو، شاید یہ ہو، اس طرح نہ جانے کتنی عورتوں کو دیکھتے چلے جائیں گے۔ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ اپنے گھر کی مستورات کے

لیے کسی امتیازی رنگ کا برقع سلوالیا جائے تا کہ تلاش کرنے میں دقت اور اس دوران غیر محرم عورتوں پر نگاہ بھی نہ پڑنے پائے۔

ایک ضروری تنبیہ

جب آپ جدہ ائیر پورٹ پر پہنچیں گے تو آپ کو حج کے متعلق اردو کتابیں دی جائیں گی جنھیں آپ نہ لیں اور نہ ہی ان کو پڑھیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں لکھی ہوئی باتیں غلط ہوتی ہیں؛ بل کہ ان میں لکھی باتیں وہاں کے لوگوں کے مسلک کے مطابق ہوتی ہیں ہمارے مسلک کے مطابق نہیں ہوتیں، جب کہ ہمیں اپنے مسلک کے مطابق عمل کرنا ہے۔ اگر ہم نے ان کتابوں میں لکھی باتوں کے مطابق عمل کیا تو بہت ممکن ہے ہم پر دم واجب ہو جائے۔

میں اس کی ایک مثال دوں تا کہ بات ذرا واضح ہو۔ دیکھئے! ہمارے امام یعنی امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک کنکری، قربانی، اور حلق یعنی سر منڈانا، ان تینوں کاموں میں ترتیب واجب ہے۔ یعنی پہلے شیطان کو کنکری ماریں گے، پھر قربانی کریں گے اور پھر سر منڈوائیں گے۔ اگر ان تینوں کاموں میں ترتیب کا خیال نہ رکھا گیا یعنی کوئی کام

آگے پیچھے ہوگیا تو پھر ہمارے ذمے دم یعنی ایک بکرے کی قربانی واجب ہو جائے گی۔ اگر نماز کا کوئی واجب چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کر لینے نماز ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر حج کا کوئی واجب چھوٹ جائے تو پھر سجدۂ سہو سے اس کا تدارک نہیں ہوتا؛ بل کہ دم واجب ہو جاتا ہے۔ جب آپ یہ مسئلہ ان کتابوں میں دیکھیں گے تو آپ کو وہاں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہوا ملے گا کہ ان تینوں کاموں کے درمیان ترتیب واجب نہیں ہے۔ اگر آپ نے اسے پڑھ کر عمل کیا اور مذکورہ تینوں کاموں کے درمیان ترتیب کا خیال نہ رکھا تو پھر آپ کے ذمے ایک جانور کی قربانی واجب ہو جائے گی۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ آپ وہاں تقسیم کی جانے والی کتابیں نہ لیں اور نہ ہی ان کو پڑھیں۔

حج کا مقصد

حج کا مقصد کیا ہے؟ حج کا مقصد یہ ہے کہ ایک انسان اپنی زندگی میں جو بھی کام کرتا ہے، اس کا تعلق خواہ ایمانیات سے ہو یا عبادات سے، معاملات سے ہو یا اخلاقیات سے یا پھر ان کا تعلق معاشرت سے ہو، غرض زندگی کے جس شعبے سے بھی اس کا تعلق ہو، اس میں جو جو کام بھی

سنت وشریعت سے ہٹ کر انجام دیے جارہے تھے اب حج کے بعد ان تمام کاموں کو سنت وشریعت کے مطابق انجام دیا جانے لگے۔ یعنی اپنی پوری زندگی کو اور اس میں انجام دیے جانے والے تمام اعمال کو اپنے رب کی مرضی کے مطابق انجام دینے لگے، حج کا یہی مقصد ہے اور یہی اس سے چاہا جاتا ہے۔

مقبول حج کی علامت

رہا یہ سوال کہ مقبول حج کی علامت کیا ہے؟ تو میں اس سلسلے میں آپ کو میرے شیخ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب ؒ کا ایک ارشاد سناؤں۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ”اگر حاجی کی حج سے پہلے کی زندگی اور بعد کی زندگی میں نمایاں دینی فرق نہ ہوا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس آدمی کا حج اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوا۔ اس نمایاں فرق کا پتہ ایسے چلے گا کہ حج سے پہلے یہ شخص نماز بغیر دل لگائے پڑھتا تھا اب دل لگا کر اطمینان سے پڑھنے لگا، پہلے بات بات میں غصہ کیا کرتا تھا اب حلم آگیا ہے، پہلے بازار میں نگاہ اٹھا کر چلتا تھا اب نگاہ جھکا کر چلتا ہے، پہلے اس کے گھر میں شرعی پردہ نہیں تھا اب حج کر لینے کے بعد اس کے گھر میں شرعی پردہ ہوگیا ہے، اب اگر اس کا کوئی بھتیجہ اس کے گھر میں

آتا ہے جو پہلے بھی آیا کرتا تھا اور بڑی امی بڑی امی کہتا ہوا گھر کے اندر تک چلا جاتا تھا اور اپنی چچازاد بہنوں سے آپا اور باجی کہہ کر باتیں کیا کرتا تھا، اب حج سے لوٹنے کے بعد جب وہ ان کے گھر آیا تو انھوں نے اس سے بڑے پیار سے کہدیا کہ دیکھو بیٹا! اب میں نے حج کرلیا ہے اور حج میں ساری زندگی بدل دی جاتی ہے، لہٰذا اب میں نے اپنے گھر میں شرعی پردہ کروالیا ہے، آج سے تمھارا اپنی بڑی امی سے اور اپنی چچازاد بہنوں سے پردہ ہوگا، اب جب بھی تم گھر آؤ تو اطلاع دے کر اندر آیا کرو تاکہ وہ سب پردہ کرلیا کریں۔

اسی طرح جب بھی شادی بیاہ کا موقع آئے تو شادی بیاہ کی وہ رسمیں جن میں حج کرنے سے پہلے تک یہ مبتلا تھا، اب حج کرنے کے بعد اس نے وہ تمام رسموں سے توبہ کرلی، اب جب اس کے گھر میں شادی کا موقع آتا ہے تو یہ کسی عالم سے یا کسی اللہ والے سے شادی بیاہ کا شرعی طریقہ معلوم کرتا ہے کہ حضرت! اب میں نے حج کرلیا ہے اور حج کے بعد ہمارے گھر میں شادی کا یہ پہلا موقع ہے، لہذا آپ ہمیں شادی کا شرعی طریقہ بتلائیں کہ ہمیں شادی کیسے کرنا چاہیے؟

خوب اچھی طرح سمجھ لیں! کہ اگر زندگی میں اس طرح کی دینی

تبدیلیاں ہورہی ہیں تب تو واقعتاً آپ نے ایسا حج کیا ہے جو اللہ رب العزت کو پسند ہے اور اگر زندگی میں اس طرح کی تبدیلیاں نہیں آرہی ہیں تو پھر آپ نے حج تو کرلیا؛ لیکن اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس حج کا شمار مقبول حج میں نہیں ہوا۔

نیکیوں کی بربادی کا ایک بڑا ذریعہ

نفس اور شیطان آپ کا حج خراب کرنے کے لیے طرح طرح کی کوششیں کرتے ہیں، وہ یہی چاہیں گے کہ کسی طرح آپ کا حج خراب ہو جائے۔ مکے مدینے پہنچ کر جو نیکیاں آپ نے جمع کی ہیں وہ کسی طرح ضائع اور برباد ہو جائیں۔ اس لیے یہ دونوں ہر وہ طریقہ اختیار کریں گے جس سے آپ کی نیکیاں باقی نہ رہنے پائیں۔

ان ہی طریقوں میں ایک طریقہ "لایعنی" ہے۔ جب ہم لوگ جماعت میں جاتے ہیں تو ہمیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ "لایعنی" نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ سوکھی ہوئی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔ یہاں حرم میں آکر آپ نے جو ڈھیر ساری نیکیاں جمع کی ہیں اور نیکیاں بھی ایسی کہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے، تو نفس اور شیطان پورا زور لگاتے

حج تجربات کی روشنی میں

ہیں کہ آپ ان نیکیوں کو اپنے ساتھ نہ لے جاسکیں۔لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی نیکیاں محفوظ رہیں، آپ کی زندگی سو فی صد بدل جائے، آپ اس حج کے ذریعے اللہ پاک کو پا جائیں، ان کا صحیح اور کامل تعلق آپ کو نصیب ہو جائے تو پھر آپ یہ طے کرلیں کہ بغیر سوچے نہیں بولیں گے، جو بولیں گے سوچ کر بولیں گے۔بولنے سے پہلے سوچیں گے کہ کیا اس بات کا کہنا ضروری ہے؟ اگر نہ کہوں تو کیا کوئی نقصان ہوگا؟

اب یہ کہ ضروری اور غیر ضروری بات کا معیار کیا ہے؟ یہ کیسے پتہ چلے کہ کون سی بات ضروری ہے اور کون سی بات غیر ضروری؟ سو یہ معلوم کرنے کا بہت آسان طریقہ یہ ہے کہ ایسی بات جس کے نہ کرنے میں ضرر اور نقصان کا اندیشہ ہو وہ تو کرلیں؛ لیکن جس بات کے نہ کرنے میں کسی قسم کے ضرر اور نقصان کا اندیشہ نہ ہو وہ بات نہ کریں۔اگر آپ نے اس طریقے کے مطابق عمل کرلیا تو پھر ان شاء اللہ آپ "لایعنی" اور "لغویات" میں مبتلا ہونے سے بچے رہیں گے۔

جو باتیں میں آپ کے سامنے بیان کررہا ہوں یہی درحقیقت حج کی روح ہے کہ جب آپ حج کے دوران ان باتوں کا خیال رکھیں گے تو آپ کو حج کی روح نصیب ہوگی۔جب آپ حج کے دوران خاموشی کی

عادت ڈال لیں گے اور ''لا یعنی'' سے بچیں گے تو پھر ان شاء اللہ آپ کے لیے اپنے وطن میں آ کر خاموش رہنا آسان ہوگا، اس طرح آپ بہت سی فضول گفتگو سے محفوظ رہیں گے۔

نجات کا راستہ

خاموشی ایک ایسا عمل ہے جس میں آدمی کا کچھ نہیں جاتا؛ بل کہ سب کچھ بچا رہتا ہے، حتیٰ کہ بولنے میں جو طاقت صرف ہوتی ہے وہ بھی محفوظ رہتی ہے۔ یہ عمل بہ ظاہر دیکھنے میں بہت ہلکا معلوم ہوتا ہے؛ لیکن درحقیقت بہت بڑے نفع کا حامل ہے اور آخرت میں نجات دلانے کے لیے کافی ہے۔

چناں چہ حدیثِ پاک کے اندر خاموشی کے جہاں اور بہت سارے فضائل لکھے ہوئے ہیں وہاں یہ بات بھی لکھی ہوئی ہے کہ نجات کے راستوں میں ایک راستہ طویل خاموشی ہے۔ خاموشی کو آپ اس طرح لازم پکڑ لیں کہ گویا لوگوں کو یہ محسوس ہو کہ شاید یہ آدمی بولنا ہی نہیں جانتا۔ جس آدمی کو زیادہ بولنے کا مرض لگا ہوا ہے، اگر وہ حج میں اپنے اس مرض پر قابو نہیں پائے گا تو پھر وہ اپنے مقام پر آ کر اس مرض میں اور بھی زیادہ

مبتلا ہوگا۔لہٰذا یہ ضروری ہے کہ حج پر روانہ ہونے سے قبل آپ اپنے وطن میں رہتے ہوئے طویل خاموشی کی عادت ڈالیں، تاکہ وہاں پہنچ کر اس پر عمل کرنا آپ کے لیے آسان ہو۔اگر کوئی شخص حج پر جا کر بھی ''لایعنی'' پر قابو نہ پاسکا تو پھر شاید وہ کبھی بھی اس پر قابو نہیں پاسکتا، اس لیے کہ وہاں آدمی کے اعمال پر مہر لگ جاتی ہے کہ جو جن عادتوں کے ساتھ یہاں رہے گا اس کی ان عادتوں پر مہر لگ جائے گی، پھر وہ اپنے وطن میں جا کر ان ہی عادتوں کے ساتھ جیے گا۔

اللہ پاک کا منگایا ہوا سامان

دوستو! جب آپ کو اللہ پاک نے حج پر بلالیا ہے تو آپ کو حج کا سامان بھی ساتھ لانے کے لیے کہا ہے۔آپ حج پر جانے سے قبل پہلے حج کر چکے لوگوں سے معلوم کرتے ہیں کہ حج پر کیا کیا سامان لے جانا چاہیے؟ پھر سامان کی جو فہرست وہ آپ کو دیتے ہیں آپ اس کے مطابق اپنا سامان تیار کرتے ہیں۔

اسی طرح حکومت بھی جانے سے قبل کچھ سامان آپ سے منگواتی ہے۔مثلاً ٹکٹ لاؤ، ویزا لاؤ، معلم کا ڈرافٹ لاؤ، اگر آپ ان

میں سے کوئی چیز نہیں لے جاؤ گے تو وہ آپ کو ائیر پورٹ سے واپس کر دیں گے، آگے جانے نہیں دیں گے، اسی لیے آپ ان کے بتائے ہوئے سارے سامان اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ پس جس طرح آپ ان کے منگائے ہوئے سامان کو اپنے ساتھ لے جانا ضروری سمجھتے ہیں اور لے جاتے ہیں، اسی طرح اللہ پاک نے بھی تو آپ کو ایک سامان ساتھ لانے کے لیے کہا ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جو سامان حکومت منگاتی ہے آپ اسے تو اپنے ساتھ لے جانا انتہائی ضروری سمجھتے ہیں اور لے بھی جاتے ہیں کہ اس کے بغیر آپ کا کام نہیں چلے گا، تو ذرا سوچیں کہ جو سامان اللہ پاک نے منگایا ہے وہ اس کے مقابلے میں کتنا اہم اور ضروری ہوگا۔ لیکن اکثر لوگ اس کی فکر نہیں کرتے کہ اللہ کے منگائے ہوئے سامان کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔

اس بات کو سن کر یقیناً آپ کے دل میں یہ خیال ضرور آیا ہوگا کہ آخر وہ کون سا سامان ہے جسے اللہ پاک نے لے جانے کے لیے کہا ہے؟ سو اس کی وضاحت خود اللہ رب العزت نے اپنے پاک کلام میں فرمائی ہے۔ چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے ”وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ

التَّقْوٰی" کہ حج کے لیے زادِ راہ لے لو اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اللہ پاک نے از خود تقوے کی بہتری کو بتلا کر اس کی اہمیت کو واضح فرمادیا کہ حج پر لے جانے کے لیے جو سامان تم تیار کرتے ہو ان تمام سامانوں میں سر فہرست سامان تقویٰ ہے جسے تم اپنے ساتھ ضرور لے جاؤ۔

یاد رکھیں! حج میں اعمال پر مہریں لگتی ہیں

ذرا سوچیں کہ یہ سامان اتنا اہم ہے اور اسے حاصل کرنا اور اسے حج پر ساتھ لے جانا اتنا ضروری ہے کو اس کو حاصل کرنے کے لیے اللہ پاک نے ہمیں حج سے پہلے ایک لمبا وقفہ دیا ہے۔ وہ ایسے کہ حج کا مہینہ شوال سے شروع ہو جاتا ہے اور ذوالحجہ تک رہتا ہے۔ اگر اس وقفے کا حساب لگائیں تو یہ تقریباً دو ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہوتا ہے۔ اور شوال سے قبل رمضان کا مہینہ عطا فرمایا جس کا مقصد ہی تقوے کا حصول ہے۔ دیکھیے! یہ اللہ پاک کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ جب رمضان بھیجا تو اسی وقت بتلا دیا کہ میں نے یہ مہینہ تمھارے پاس اس لیے بھیجا ہے تاکہ تم اس میں تقویٰ حاصل کرو اور جب تمھیں رمضان میں تقویٰ حاصل ہو جائے تو تم اسے سنبھال کر رکھے رہو۔ جب حج کا مہینہ شروع ہوگا اور تم حج کرنے آؤ تو اس تقوے کو سنبھالتے ہوئے میرے دربار میں یعنی عرفات کے

میدان میں لے آؤ تو میں تمھارے اس تقوے پر مہر لگا کر تمھیں وہاں سے رخصت کروں گا، پھر تم ساری زندگی متقی بن کر جیو گے۔ اور اگر تم تقویٰ لے کر نہیں آؤ گے تو پھر تمھاری اسی حالت پر مہر لگاؤں گا، پھر تم ساری اسی طرح معصیت اور نافرمانی کے ساتھ جیو گے۔

یاد رکھنا! اگر تم یہاں سے بدنگاہی کر کے گئے اور اس سے توبہ نہیں کی، پھر اسی طرح حرم میں بھی بدنگاہی کرتے رہے تو میں تمھاری اس حالت پر مہر لگادوں گا، پھر تم ساری زندگی اسی طرح بدنگاہی کے ساتھ جیو گے۔ اسی طرح اگر تم یہاں سے لایعنی کرتے ہوئے گئے اور اس عمل سے توبہ نہیں کی اور حرم میں بیٹھ کر بھی دوستوں کے ساتھ اسی طرح لایعنی میں مشغول رہے تو اس عمل کے ساتھ تمھیں حج تو کرنے دوں گا اور تمھارے ذمے سے حج کی فرضیت بھی ساقط کردوں گا؛ لیکن تمھارے اس عمل پر مہر لگادوں گا، پھر تم زندگی بھر لایعنی کاموں میں مشغول رہو گے، کبھی اس سے بچ نہیں پاؤ گے۔

اسی طرح اگر تم غفلت کے ساتھ نماز پڑھتے رہے کہ ہیں تو نماز میں؛ لیکن دل کہیں اور ہے اور اس سے توبہ نہیں کی اور اپنی نماز کو اچھی نماز بنانے کی فکر نہیں کی، پھر اسی غفلت کے ساتھ حرم میں بھی

نمازیں پڑھتے رہے تو پھر میں اسی غفلت والی نماز پر مہر لگادوں گا، پھر پوری زندگی اسی طرح غفلت والی نماز پڑھتے رہو گے۔

کیا تقویٰ آپ کے سامان کی فہرست میں شامل ہے؟

دوستو! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ عقل مند آدمی جب کوئی کام کرتا ہے تو اس کے پیچھے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے، جب کہ بے وقوف آدمی کا اپنے کام کے پیچھے کوئی مقصد نہیں ہوتا، وہ بس اپنا کام کیے جاتا ہے۔ اسے اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ میں یہ کام کیوں کر رہا ہوں اور اس سے کیا چاہتا ہوں۔ اس بات کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم بے وقوف ہیں کہ اتنا وقت لگا کر اور اتنے پیسے خرچ کر کے حج کا احرام باندھ کر حج پر چلے جائیں اور پھر وہاں سے خالی ہاتھ واپس آجائیں؟ اگر ایسا ہے تو یہ تو فقط آنا جانا ہوا، اس آنے جانے سے جو چاہا گیا ہے جب تک وہ نگاہوں میں نہیں ہوگا اس وقت تک اس کے حاصل ہونے یا نہ ہونے کا کوئی حساب بھی نہیں لگایا جائے گا۔

اگر حاجیوں سے پوچھا جائے کہ آپ کہاں جارہے ہیں؟ تو اکثر حاجیوں کا جواب ہوتا ہے کہ ہم حج کرنے جارہے ہیں، اگر پوچھیں کہ آپ وہاں سے کیا لانا چاہتے ہیں؟ تو کہتے ہیں کہ جناب! اب یہاں بیٹھ کر میں

کیسے کہوں کہ کیا لاؤں گا، یہ تو وہاں کا بازار ہی بتائے گا کہ میں وہاں سے کیا لاؤں گا۔ یعنی ان کی نگاہ میں وہاں کے بازاروں میں بکنے والی اشیا ہوتی ہیں کہ ہم وہاں سے یہ یہ سامان لائیں گے؛ بل کہ باقاعدہ سامان کی فہرست تیار کی جاتی ہے کہ وہاں سے یہ یہ سامان لانا ہے۔

یاد رکھیں! جو یہاں سے جیسی فہرست بنا کر لے جائے گا کہ مجھے وہاں سے یہ یہ لانا ہے تو وہ اپنی فہرست کے مطابق وہاں سے وہی سامان لے کر آئے گا۔ اگر یہاں سے تقویٰ لے کر گیا ہے اور وہاں سے اس تقوے پر مہر لگوانا مقصود ہوگا تو ایسا شخص وہاں سے اپنے تقوے پر مہر لگوا کر لوٹے گا، گویا اس سفر سے اس کا مقصد تقوے پر مہر لگوانا تھا۔ اور اگر وہ وہاں کے بازاروں میں بکنے والے سامان کی فہرست بنا کر لے گیا ہے تو پھر ایسا شخص وہاں کے بازاروں میں بکنے والے سامان ہی لے کر لوٹے گا، اس لیے کہ آدمی وہی سامان لے کر آتا ہے جو اس کی فہرست میں لکھا ہوتا ہے۔

تقویٰ کسے کہتے ہیں؟

جب تقویٰ اتنا اہم اور قیمتی سامان ہے کہ اسے خود اللہ پاک نے منگوایا ہے تو یہ معلوم ہونا انتہائی ضروری ہے کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ سو یہ جان لیں کہ اللہ کے خوف سے ہر قسم کے گناہوں کو چھوڑ دینے کا

نام تقویٰ ہے، خواہ وہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ لہٰذا اب جو بھی گناہ ہمارے اندر ہے وہ سب ہم یہیں اپنے مقام پر چھوڑ کر جائیں اور یہاں سے اپنے ساتھ اللہ رب العزت کا منگایا ہوا سامان جسے تقویٰ کہتے ہیں، ساتھ لے جائیں۔

اب تقویٰ حاصل کیسے ہو اور جب حاصل ہو جائے تو باقی کس طرح رہے، یہ جاننا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں دو باتیں قابل لحاظ ہیں، اگر ان دو باتوں پر عمل کر لیا جائے تو ان شاء اللہ تقویٰ حاصل بھی ہو جائے گا اور باقی بھی رہے گا۔

۱) پہلا کام یہ کریں کہ حج پر جانے سے قبل اپنی پچھلی زندگی کے تمام گناہوں سے سچی پکی توبہ کریں۔ سچی توبہ اسے کہتے ہیں کہ اب تک جو گناہ کیا کرتے تھے، ان تمام گناہوں پر دل کی ندامت کے ساتھ توبہ کی جائے اور آیندہ ان گناہوں کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا جائے۔

۲) دوسرا کام یہ کریں کہ جانے سے پہلے کسی اللہ والے کی صحبت میں آنا جانا شروع کر دیں، تاکہ ان کے اندر کا تقویٰ ہمارے اندر بھی منتقل ہو۔ اور اگر اس کا موقع میسر نہیں ہے تو پھر خود اپنے پہرہ دار بن جائیں اور اپنے جسم کے تمام اعضا پر پہرہ لگا دیں کہ ان سے اللہ پاک کی نافرمانی

نہیں کریں گے، خصوصاً دو عضو پر تو ضرور پہرہ لگائیں۔

۱) آنکھ پر۔ ۲) زبان پر۔

آنکھ پر اس طرح کہ بغیر سوچے نگاہ نہیں اٹھائیں گے، جب بھی کہیں دیکھنا ہوگا تو پہلے سوچیں گے کہ کیا دیکھنا ہے۔ اسی طرح بغیر سوچے نہیں بولیں گے، جب بھی کچھ بولنا ہوگا تو سوچیں کہ کیا بولنا ہے اور یہ بولنا کس قدر ضروری ہے۔

دوستو! یہی ساری باتیں حج کی روح ہیں، اگر آپ ان باتوں پر عمل کریں گے تو یقیناً آپ حج کی روح کو پا جائیں گے۔ اور اگر آپ نے ان باتوں پر عمل نہ کیا تو پھر آپ کا حج تو ہو جائے گا؛ لیکن آپ حج کی روح کو پانے سے محروم رہیں گے۔ مجھے ایسے کئی حجاج ملے جنھوں نے پہلے کئی مرتبہ حج کیا تھا؛ لیکن جب ان باتوں کو سنا اور ان باتوں پر عمل کرتے ہوئے حج کیا تو کہنے لگے کہ شکیل بھائی! ہمارے پچھلے حج تو سارے بے کار ہوگئے، حج تو ہم نے اب کیا ہے۔

حج میں جھگڑے سے بچنے کا حکم

جس طرح اللہ پاک نے حج میں تقویٰ لانے کا حکم دیا ہے کہ

تقویٰ لے کر آؤ، اسی طرح ایک چیز چھوڑ کر آنے کے لیے کہا ہے کہ جھگڑا چھوڑ کر آؤ۔ چناں چہ ارشادِ خداوندی ہے ''فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ'' کہ حج میں بے ہودہ باتوں سے بھی بچو، فسق وفجور سے بھی بچو اور جھگڑے سے بھی بچو۔

اس لیے کہ حج کے دوران جھگڑے کے مواقع بہت کثرت سے پیش آتے ہیں، اگر سفر کے دوران یا وہاں قیام کے دوران کبھی ایسا موقع پیش آجائے تو آپ اس وقت جھگڑنے کے بجائے نہایت صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں اور یہ سوچیں کہ ہم اللہ پاک کے مہمان بن کر ان کے دربار میں جا رہے ہیں اور انھوں نے ہمیں اپنے دربار میں آنے سے پہلے جھگڑا چھوڑ کر آنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا ہم جھگڑا نہیں کریں گے۔ جہاں جہاں غصے کے جذبات بنیں گے وہاں وہاں اپنے جذبات پر قابو رکھیں اور یہی سوچیں کہ میرے مولیٰ کی یہی مرضی ہے، جب یہ ان کی مرضی ہے تو میں بھی ان کی مرضی پر راضی ہوں۔

کچھ مفید مشورے

جدہ ایئر پورٹ پر اترنے کے بعد سارے حجاج کو مختلف بسوں کے ذریعے ایک جگہ لے جایا جاتا ہے۔ ممکن ہے وہاں سے لے جاتے

وقت آپ اپنے دوست یا رشتے دار سے علٰیحدہ ہوجائیں کہ آپ کسی بس میں بیٹھ گئے اور وہ کسی دوسری بس میں بیٹھ گئے۔ اگر ایسا ہوجائے تو آپ ذرا بھی پریشان نہ ہوں، اس لیے کہ وہاں سے لے جانے کے بعد سارے حاجیوں کو ایک ہی جگہ جمع کیا جاتا ہے، جب آپ وہاں پہنچیں گے تو وہاں آپ کی اپنے عزیز سے ملاقات ہوجائے گی۔

جس جگہ آپ کو جمع کیا جائے گا وہاں ایک بڑا سا ہال ہوگا، یہاں پہنچنے کے بعد پتہ نہیں کتنے گھنٹے آپ کو یہاں ٹھہرنا پڑے، لہٰذا آپ یہاں استنجا وغیرہ سے فارغ ہولیں اور اگر نماز کا وقت ہو تو نماز بھی پڑھ لیں۔ چوں کہ یہاں ٹھہرے ہوئے کافی دیر ہوچکی ہوگی، اس لیے بہت ممکن ہے کہ آپ کو بھوک بھی لگی ہو، لہٰذا اب وہ کھانا جو آپ اپنے ساتھ گھر سے لے کر چلے تھے، اسے کہیں بیٹھ کر اطمینان سے کھالیں۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو ایک دوسرے ہال میں لے جایا جائے گا، جہاں حجاج کے لیے بنائی گئی سیٹوں پر انھیں بٹھایا جاتا ہے اور ان کے سفری دستاویز کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے، اس کارروائی میں بھی کافی دیر لگ جاتی ہے۔

جب کبھی اس طرح کی انتظار گاہوں میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اس وقت عامۃً لوگ اکتا جاتے ہیں اور انتظامی امور سے متعلق

تذکرے اور تبصرے میں مشغول ہوجاتے ہیں کہ یہ ایسا کرتے ہیں، یہ ویسا کرتے ہیں، انھیں ایسا کرنا چاہیے تھا، انھیں ویسا کرنا چاہیے تھا۔ آپ اس طرح کے کسی تذکرے اور تبصرے میں ہرگز ہرگز شامل نہ ہوں؛ بل کہ اس وقت یہی سوچیں کہ جب اللہ پاک کی چاہت اور ان کے ارادے کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا تو پھر یہ تاخیر بھی ان کی چاہت اور ارادے سے ہو رہی ہے، جب ان کی مرضی یہی ہے کہ اس کام میں اتنی تاخیر ہو اور میں اتنی دیر یہاں بیٹھا رہوں تو میں اپنے مولیٰ کی مرضی پر راضی ہوں۔ جب زبان پر اس طرح کے الفاظ ہوں گے تو ان شاء اللہ سارے شکوے ختم ہوجائیں گے اور ہر تکلیف کا برداشت کرنا آسان ہوجائے گا۔

یہاں کی کاغذی کاروائی سے نمٹنے کے بعد مردوں کو ایک راستے سے اور عورتوں کو دوسرے راستے سے لے جایا جائے گا، اگر آپ کے ساتھ مستورات ہوں تو آپ قطعاً پریشان نہ ہوں، اس لیے کہ آگے چل کر تمام لوگوں کو پھر ایک ہی جگہ جمع کیا جائے گا۔

حج تجربات کی روشنی میں

لایعنی کا ایک اور موقع

یہاں سے نکلنے کے بعد سارے لوگ جس جگہ اکھٹا کیے جاتے ہیں وہاں پہنچ کر آپ کو اپنا سامان ڈھونڈنا ہوتا ہے۔ یہاں آپ کو اپنا سامان مختلف جگہ نظر آئے گا۔ یہ دیکھ کر حجاج تبصرہ کرنے لگتے ہیں کہ میرا سامان تو اب تک نہیں آیا، میرا بیگ تو اب تک نہیں آیا۔ آپ اس وقت بھی ایسے تبصروں سے گریز کریں اور یہی خیال کریں کہ میرے اللہ کی یہی مرضی ہے کہ سب کا سامان پہلے آجائے اور میرا سامان بعد میں آئے، لہذا میں اپنے اللہ کے اس فیصلے پر راضی ہوں۔

جب کسٹم سے نمٹنے کے بعد آپ اپنا سامان لے کر باہر نکلیں گے تو باہر آپ کو قلی نظر آئیں گے جو آپ کے ہاتھ سے سامان لے کر گاڑیوں میں رکھیں گے، آپ اپنا سامان ان کے حوالے کردیں؛ لیکن آپ کا وہ چھوٹا بیگ جسے آپ نے فلائٹ میں اپنے ساتھ رکھا تھا، جس میں آپ کا پاسپورٹ، ٹکٹ اور ضروری کاغذات رکھے ہوئے ہیں، آپ وہ بیگ ان کے حوالے نہ کریں؛ بل کہ اسے اپنے ساتھ ہی رکھیں۔ اسی طرح اس ٹرالی بیگ کو بھی اپنے ساتھ رکھیں جس میں آپ کے کپڑے وغیرہ رکھے

ہوئے ہیں، اس کے علاوہ بقیہ سامان ان کے حوالے کردیں۔قلی لوگ یہ سارا سامان لے جا کر اس جگہ ڈمپ کر دیں گے جہاں آپ کو اپنے ملک کا جھنڈا لگا ہوا نظر آئے گا۔ یہاں سے نکلنے کے بعد جب آپ دائیں جانب چلنا شروع کریں گے تو آخر میں جا کر دس گیارہ نمبر کا ستون نظر آئے گا جہاں ایشیائی ممالک کے جھنڈے لگے ہوں گے، وہیں آپ کو آپ کے ملک کا جھنڈا بھی لگا ہوا دکھائی دے گا، اس جگہ آپ کا سامان پہنچا دیا جائے گا، آپ وہاں پہنچ کر اپنا سارا سامان تلاش کرلیں۔

دل کس کے لیے ہے؟

میں آپ کے سامنے ان باتوں کی نشان دہی اس لیے کر رہا ہوں تا کہ آپ کا دل مخلوق کے ساتھ نہ الجھا رہے؛ بل کہ قلب و ذہن بالکل یک سو رہے۔ کیوں کہ یہ دل مخلوق میں الجھنے کے لیے نہیں بنایا گیا ہے، اسے تو اللہ پاک نے اپنی یاد کے لیے بنایا ہے۔ جب سفر حج میں بھی اللہ کی یاد نہیں ہوگی اور ہم ہر دم مخلوق میں الجھے رہیں گے تو بھلا بتاؤ کس وقت ہم اللہ پاک کو یاد کریں گے؟! اگر اس سفر میں اللہ پاک کی یاد دل میں راسخ نہ ہوسکی تو پھر وطن جا کر اللہ پاک کی یاد کو دل میں بسانا بڑا

مشکل ہوگا۔اس لیے میں بہ طور احتیاط کے یہ ساری باتیں آپ لوگوں کو بتارہا ہوں کہ اگر یہ باتیں معلوم نہیں ہوں گی تو پھر آپ کا دل ہر دم مخلوق کے ساتھ الجھا رہے گا، کبھی آپ معلم کے بارے میں سوچیں گے، کبھی پانی کے بارے میں سوچیں گے، کبھی نل کے بارے میں سوچیں گے، کبھی بس کے بارے میں سوچیں گے، کبھی اس کا شکوہ کریں گے، کبھی اس کا شکوہ کریں گے، دل ودماغ پر ہر دم یہی باتیں سوار رہیں گی۔ جب آدمی کا دل ان چیزوں میں الجھا ہوا ہو تو پھر اس دل میں اللہ کی یاد کہاں سے آئے گی اور اسے اللہ کا تعلق کیوں کر ملے گا؟ اس لیے سفر حج کے اندر قلب وذہن کو بالکل فارغ کر کے نہایت اطمینان کے ساتھ یہ سفر کریں تا کہ آپ کو پوری طرح حج کا مقصود حاصل ہو جائے۔

میں نے ایک جگہ یہ واقعہ پڑھا کہ ایک مرتبہ حضرت تھانویؒ اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ ایک ساتھ کہیں جارہے تھے، درمیان میں حضرت تھانویؒ نے اپنی جیب سے کاغذ قلم نکال کر کچھ لکھا اور لکھ کر اس کاغذ کو اپنی جیب میں ڈال لیا، پھر مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے پوچھا کہ مفتی صاحب! بتائیے میں نے اس کاغذ پر کیا لکھا؟ مفتی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے نہیں پتہ کہ آپ نے کیا لکھا۔

فرمایا مفتی صاحب! ایک کام جو مجھے بہت بعد میں کرنا تھا وہ بار بار یاد آرہا تھا اور میرا دل ودماغ اسی میں مشغول ہو رہا تھا، میں نے اپنے دل کا بوجھ کاغذ پر ڈال دیا تاکہ میرا دل اس میں نہ الجھا رہے۔ پھر فرمایا مفتی صاحب! یہ دل مخلوق میں الجھنے کے لیے تھوڑا ہی ہے، اسے تو اللہ پاک نے اپنی یاد کے لیے بنایا ہے۔

لہٰذا اگر آپ کو ان باتوں کا علم ہوگا اور آپ حج سیکھ کر کریں گے تو ان شاء اللہ تمام مواقع پر بالکل مطمئن رہیں گے، کبھی شکوہ شکایت نہیں کریں گے کہ اس کام میں اتنا وقت کیوں لگ رہا ہے، اس میں اتنی تاخیر کیوں ہو رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر سب سے پہلے کیا کریں؟

عام طور پر کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ جن حاجیوں نے عمرے کا احرام باندھا ہے وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد اپنا سامان اپنے کمرے پر رکھ کر سب سے پہلے عمرے سے فارغ ہولیں۔ اس ترتیب کو پڑھ کر جب حاجی مکہ مکرمہ میں داخل ہوتا ہے تو اس پر یہی دھن سوار رہتی ہے کہ سامان رکھو اور فوراً عمرہ کرنے چلو۔ حال آں کہ اس وقت

تک حاجی مسلسل سفر کی وجہ سے تھکن سے چور ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ گھر سے روانگی کے دن کی مصروفیت کی تھکن، آنے والوں سے مسلسل ملاقاتیں اوران کی خاطر مدارات میں لگنے کی تھکن، اپنے وطن کے ایئرپورٹ پر ہونے والی کاغذی کاروائی میں انتظار کی تھکن، پھر پانچ گھنٹے کا ہوائی سفر، پھر جدہ ائیر پورٹ کے مراحل، اگران تمام اوقات کا حساب لگائیں تو تقریباً بہتر (۷۲) گھنٹے ہو جاتے ہیں، اس دوران حاجی کو نیند کم سے کم ملتی ہے۔ آدمی کوئی مشین تو ہے نہیں کہ مسلسل ۷۲ گھنٹے کی دوڑ دھوپ اور تھکن کے باوجود بھی وہ اپنے کمرے میں پہونچ کر چاق و چوبند اور ہشاش بشاش رہے، اس وقت تک حاجی بہت تھک چکا ہوتا ہے؛ بل کہ یوں کہیے کہ تھکن سے بالکل نڈھال ہو چکا ہوتا ہے؛ لیکن چوں کہ اس نے کتاب میں یہ بات پڑھ رکھی ہے کہ مکہ مکرمہ پہنچتے ہی سب سے پہلے عمرہ کرنا چاہیے تو وہ تھکن کے باوجود عمرہ کرنے چلا جاتا ہے جس کی بنا پر دو خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے۔

۱) پہلی خرابی یہ کہ سفر کی تھکن اور نیند کی کمی کے باعث حاجی کی قلبی بشاشت جاتی رہتی ہے اور حاجی قلبی بشاشت کے بغیر بوجھ سمجھ کر عمرہ کرتا ہے جس میں اس کا دل شامل نہیں ہوتا، جب کہ یہ مطلوب تھا

کہ حاجی پورے اطمینان اور بشاشت کے ساتھ عمرہ کرے۔

۲) دوسری خرابی یہ کہ تھکن اور نیند کی کمی کے باعث حاجی کے مزاج میں چڑ چڑا پن آجاتا ہے۔ چوں کہ وہاں ماحول ایسا بنتا ہے کہ جھگڑے کے مواقع بہ کثرت پیش آتے ہیں، اس لیے اس بات کا قوی اندیشہ رہتا ہے کہ اس چڑ چڑے پن کی وجہ سے حاجی دوسروں سے الجھ پڑے، حال آں کہ حج میں الجھنے اور جھگڑنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جب آپ اپنے کمرے پر پہنچیں تو فوراً عمرہ کرنے کے بجائے اپنی ضروریات سے فارغ ہوکر اطمینان سے سو جائیں۔

یہ بات میں آپ کو ایسے ہی نہیں کہہ رہا ہوں؛ بل کہ میں نے اپنے بڑوں کے ساتھ حج کیا ہے، حج کیسے کیا جاتا ہے یہ میں نے ان سے سیکھا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں بہت کچھ جانتا اور سمجھتا ہوں؛ لیکن اپنی کم عقلی اور کم فہمی کے باوجود جو کچھ بھی ان سے سیکھا اور سمجھا ہے اس کا نچوڑ اور خلاصہ آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں جس پر عمل کر کے آپ اپنے حج کو بہت اچھا حج بنا سکتے ہیں۔

میں نے ۱۹۸۶ء میں اپنے شیخ اول حضرت مولانا عبدالحلیم

صاحبؒ کے ساتھ حج کیا ہے۔ اس سفر میں ہمارا قافلہ ایسے وقت مکہ مکرمہ میں پہنچا تھا کہ ہم لوگوں نے راستے میں فجر کی نماز پڑھی تھی اوراس کے کچھ ہی دیر بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوگئے تھے۔ حضرت ہم لوگوں کو سیدھے کمرے پر لے گئے اور عصر کے بعد تک خوب آرام کرایا، مغرب سے کچھ دیر قبل حضرت نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ اب آرام ہو چکا ہے، لہٰذا اب عمرہ کرنے کے لیے چلو۔

دیکھئے! فجر کے بعد سے لے کر مغرب سے کچھ دیر قبل تک آرام کرایا کہ اطمینان سے کھالو، نماز پڑھ لواور پھر سو جاؤ۔ جب سارے لوگ سوکر اٹھ گئے تو آپ نے پوچھا کہ آرام ہوگیا؟ ہم نے کہا جی حضرت! آرام ہو چکا۔ فرمایا اب عمرہ کرنے کے لیے چلو۔ پھر فرمایا کہ دیکھو! میں نے اس لیے آرام کروایا تا کہ ہم اطمینان سے عمرہ کرسکیں، کیوں کہ عمرہ کرنا ایک عبادت ہے اور عبادت بوجھ سمجھ کر ادا نہیں کی جاتی کہ جلدی جلدی طواف کیا، جلدی جلدی سعی کی پھر جلدی سے حلق کروالیا اور احرام کھول کر فارغ ہوگئے، یہ ایک اہم عبادت ہے جسے اس کی تمام تر عظمتوں کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔

نیز حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ”جو حج کے مسائل نہیں سیکھے گا

اور لوگوں کی دیکھا دیکھی حج کرے گا اسے حج میں تکلیف ہوگی اور پھر وہ اس تکلیف کا لوگوں کے درمیان چرچا کرتا پھرے گا کہ حج میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اور جو مسائل سیکھ کر جائے گا، لوگوں کی دیکھا دیکھی نہیں کرے گا، سارے ارکان سمجھ کر ادا کرے گا وہ کبھی بھی تکلیف کا شکوہ نہیں کرے گا، اس لیے کہ اس نے کوئی تکلیف کا کام ہی نہیں کیا۔

آپ کے رفقا میں کچھ افراد یقیناً ایسے ہوں گے جو سامان رکھتے ہی عمرہ کرنے چلے جائیں گے اور واپسی پر جب آپ کو سوتا ہوا دیکھیں گے تو آپ سے کہیں گے کہ ارے حاجی صاحب! ابھی تک آپ سو رہے ہیں، عمرہ کرنے نہیں گئے؟ دیکھئے ہم تو فارغ ہو کر بھی آ گئے۔ چوں کہ یہ لوگ فارغ ہونے ہی کے لیے گئے تھے، اس لیے فارغ ہو کر چلے آئے۔ ہم فارغ ہونے نہیں آئے ہیں، ہم تو ایک اہم عبادت کو انجام دینے آئے ہیں اور جب تک قلبی بشاشت حاصل نہیں ہوگی اس وقت اس عبادت کو انجام نہیں دیں گے۔

طواف کس طرح کریں؟

جب آپ پوری طرح آرام سے فارغ ہو کر حرم میں داخل

ہوں گے تو آپ کو بہت اطمینان اور سکون محسوس ہوگا، سارے اعمال میں آپ کا دل لگے گا، کسی عمل میں آپ کو جلدی نہیں ہوگی، طواف پورے اطمینان کے ساتھ کریں گے، دوڑ کر جلدی جلدی سات چکر پورا کرنے کی فکر سوار نہیں ہوگی۔ اور پھر طواف تو ایسا ہونا چاہیے کہ پورے طواف میں؛ بل کہ طواف کے ہر چکر میں اللہ کی یاد ہو، ان کا ذکر ہو، ان سے مانگنا ہو اور ہر چکر کے بعد ان کی محبت میں اضافہ محسوس ہو رہا ہو، خواہ اس میں زیادہ وقت کیوں نہ لگ جائے؛ لیکن طواف اسی طرح پورے اطمینان کے ساتھ کریں۔ اس لیے کہ ہم وہاں اسی کام سے گئے ہیں، ان کاموں کے علاوہ وہاں ہمارے پاس کوئی دوسرا کام ہے ہی نہیں۔

حرم میں ملاقات کی جگہ متعین کرلیں

البتہ ایک بات کا خیال رکھیں کہ جن حجاج کے ساتھ مستورات ہوں یا کئی ساتھی ہوں، وہ آپس میں ملاقات کی جگہ کا تعین کرلیں کہ اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھیوں سے الگ ہو جائے تو وہ طواف اور سعی سے فارغ ہو کر فلاں جگہ آجائے، سارے ساتھی وہیں جمع ہوں گے اور وہیں ہماری ملاقات ہوگی۔ اگر ملاقات کے

لیے کسی دروازے کا انتخاب کیا گیا ہے تو اس دروازے کا نام اور اس کا نمبر سارے ساتھیوں کو بتا دیا جائے۔

حجرِ اسود کا بوسہ

یاد رکھیں! حجر اسود کو بوسہ دینا فرض یا واجب نہیں ہے۔ چوں کہ ایام حج میں بہت بھیڑ ہوتی ہے، لہٰذا اس بات کا خیال رکھیں کہ احرام کی حالت میں حجر اسود کو بوسہ دینے کے درپے نہ ہوں۔ اسی طرح غیر احرام کی حالت میں بھی جب کہ بہت بھیڑ ہو تو اس وقت بھی بھیڑ میں گھس کر بوسہ دینے نہ جائیں۔ اس لیے کہ اس وقت اس قدر بھیڑ ہوتی ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر گرے جاتے ہیں، ایک دوسرے کو دھکے دیتے ہیں، اس کے علاوہ اس بھیڑ میں عورتیں بھی ہوتی ہیں جن سے اختلاط ہوتا ہے ان سب باتوں سے بچنے کے لیے بہتر یہی ہے کہ بھیڑ کے وقت بوسہ دینے نہ جائیں، اس لیے کہ ایذائے مسلم حرام ہے، اسی طرح عورتوں سے اختلاط بھی حرام ہے۔ آپ خود سوچیں کہ حرام کا ارتکاب کر کے کسی ایسے عمل کو انجام دینے جانا جو فرض یا واجب نہیں ہے، کہاں کی عقل مندی ہے؟

حرام کا ارتکاب تو ویسے ہی برا ہے؛ لیکن اگر حرام کا ارتکاب حرم میں کیا جائے تو اس وقت اس عمل کی قباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور یہ اور بھی زیادہ سنگین جرم بن جاتا ہے۔ جب حاجی حرم کے اندر حرام کا ارتکاب کرے گا تو پھر اس کے اندر سے ماننے کا مزاج ختم ہو جائے گا اور پھر اس کی اسی حالت پر مہر لگ جائے گی جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ وہاں آدمی کے اعمال و کیفیات پر مہر لگتی چلی جاتی ہے اور پھر آدمی ان ہی اعمال و کیفیات کے ساتھ بقیہ زندگی گزارتا ہے۔ جب ایسا حاجی لوٹ کر یہاں آئے گا تو وہ اسی طرح مسلمانوں کو تکلیف پہنچائے گا جیسے اس نے حرم میں لوگوں کو دھکے دے کر تکلیف پہنچائی تھی اور اسی طرح اپنے مزاج سے چلے گا جیسا وہ حرم میں چلا کرتا تھا۔

حج میں عقل کو دخل نہیں

حج ایک ایسا فریضہ ہے اور اس میں ایسے اعمال انجام دیے جاتے ہیں جس میں عقل کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک یہ چاہتے ہیں کہ بندہ میرا دیوانہ ہو جائے اور یہ بھول

حج تجربات کی روشنی میں

جائے کہ مخلوق اسے کیا کہتی ہے اور اس کے متعلق کیا سوچتی ہے، وہ تو بس میری یاد میں دیوانہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حاجی کے اچھے کپڑے اتروا دیے، اچھے جوتے نکلوا دیے، بس احرام کی دو چادروں میں اپنے گھر بلایا۔

دیکھیے! شریعت کا حکم یہ ہے کہ اکڑ کر مت چلو، اس لیے کہ اکڑنا اللہ پاک کو ناپسند ہے۔ جو شخص دنیا میں اکڑتا ہے وہ کل قیامت کے میدان میں چیونٹی جیسا بنا دیا جائے گا، لوگ اسے روندتے ہوئے جائیں گے۔ لیکن وہاں یہ حکم بدل جاتا ہے اور اللہ پاک خود کہتے ہیں کہ طواف میں اکڑ کر چلو۔ طواف میں اکڑنے کا حکم اس وقت ہوا تھا جب حرم میں کفار تھے، انھیں دکھانے کے لیے یہ حکم دیا گیا تھا کہ انھیں اکڑ کر دکھاؤ کہ ہم بہت طاقت والے ہیں؛ لیکن اب تو کسی کو دکھانا نہیں ہے، اس کے باوجود اللہ پاک کہہ رہے ہیں کہ ہمیں دکھاؤ، ہمارے لیے اکڑو اور صرف شروع کے تین چکروں میں اکڑو، باقی چار چکروں میں مت اکڑنا۔ البتہ طواف کے ساتوں چکروں میں اپنا داہنا کندھا کھلا رکھو۔

دیکھیے! یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جس عمل کو اللہ پاک نے ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور اسے چھوڑنے کا حکم دیا ہے، اسی عمل کو اپنے گھر بلا کر کرنے کا حکم دے رہے ہیں کہ میرے گھر آکر اسی طرح اکڑو جس

طرح ایک پہلوان اکھاڑے میں اتر کر اپنے مخالف کو مرعوب کرنے کے لیے اکڑ کر چلتا ہے، تم بھی اسی طرح اکڑ کر چلو، تمھارا یہاں آ کر اکڑنا مجھے پسند ہے۔

اسلام درحقیقت نام ہے مان لینے کا

دوستو! اللہ پاک اس حکم کے ذریعے اپنے بندوں کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ میرے احکام تمھاری عقل میں آئیں یا نہ آئیں، تمھارا کام تو بس انھیں مان لینا ہے۔ لہٰذا جو حاجی حج میں سو فی صد ماننے کا مزاج بنالیتا ہے، مخلوق کو دیکھنا چھوڑ دیتا ہے، جب وہاں سے اللہ کی مان کر لوٹتا ہے تو پھر وہ اپنے مقام پر آ کر یہ نہیں دیکھتا کہ شریعت کے مطابق شادی کرنے سے لوگ خوش ہوں گے یا ناراض ہوں گے۔ وہ بس یہ دیکھتا ہے کہ میرے اس عمل سے میرے اللہ پاک راضی ہوں گے یا ناراض ہوں گے۔

اسی لیے حج میں مزاج کے خلاف کرنے کی عادت ڈلوائی جاتی ہے کہ احرام کی چادر سے متعلق حکم دیا کہ اسے ایک کندھے پر رہنے دو اور دوسرے کندھے سے ہٹاؤ۔ حال آں کہ جب ایک باشعور

حج تجربات کی روشنی میں

آدمی چادر اوڑھتا ہے تو وہ اپنے دونوں کندھوں کو ڈھانکتا ہے؛ لیکن اللہ پاک فرمارہے ہیں کہ جب تم احرام کی چادر اوڑھ کر طواف شروع کرو تو ایک کندھا ڈھانک لو اور دوسرا کھلا رہنے دو، یہ مت سوچو کہ اس طرح چادر اوڑھنے پر تم کیسے نظر آوگے۔ جب کہ ہماری عادت یہ ہوتی ہے کہ جب ہم کپڑا پہنتے ہیں تو آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتے ہیں کہ ہم کیسے لگ رہے ہیں، ٹوپی لگاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ہم اس ٹوپی میں کیسے لگ رہے ہیں، اسی طرح اپنے دوسرے بہت سے اعمال میں ہم یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ ہم کیسے لگ رہے ہیں۔ ہماری اسی عادت کو اللہ پاک ہمارے اندر سے نکالنا چاہتے ہیں کہ تم حج میں اپنی اس عادت کو اپنے اندر سے نکال دو کہ تم خود کو کیسے لگ رہے ہو؛ بل کہ تم یہ سوچو کہ تم اللہ کو کیسے لگ رہے ہو۔

ایک اہم نکتہ

جب بندہ طواف شروع کرتا ہے تو اس کا بایاں حصہ خانۂ کعبہ سے قریب ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ طواف شروع کرتے ہی بائیں جانب چلنا شروع کردیتا ہے۔

دیکھیے! یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ ہمیں اپنے سارے

بھلے کاموں کو دائیں جانب سے شروع کرنے کا حکم دیا گیا ہے؛ لیکن طواف کے متعلق کہا گیا کہ اسے بائیں جانب سے شروع کرو۔ اس میں بزرگوں نے یہ حکمت بتلائی ہے کہ جب بندہ طواف شروع کرتا ہے تو اس کے جسم کا بایاں حصہ خانۂ کعبہ سے قریب ہوتا ہے اور چوں کہ اس کا دل بھی بائیں جانب ہوتا ہے، لہٰذا اس کے دل کو اپنے گھر سے قریب رکھنے کے لیے اللہ پاک نے اسے یہ حکم دیا کہ تو بائیں جانب سے طواف شروع کر، جب تو اس طرح طواف شروع کرے گا تو تیرا دل میرے گھر سے قریب رہے گا، میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر آکر تیرا دل مجھ سے اور میرے گھر سے دور رہے۔

ہمارا حال

دوستو! اللہ پاک تو یہ چاہتے ہیں کہ طواف کی حالت میں بندے کا دل مجھ سے قریب رہے، اس کے دل میں میری یاد بسی رہے، وہ ہمہ تن میری جانب متوجہ رہے؛ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ اللہ پاک کے گھر سے اتنے قریب رہ کر بھی ہم اللہ پاک سے اتنے غافل رہتے ہیں کہ طواف کے دوران ہمیں اللہ کی یاد کے بجائے دوکان یاد آرہی ہوتی ہے، گھر یاد آرہا ہوتا ہے، بیوی بچے یاد آرہے ہوتے ہیں، گھر کے احوال

سوچتے رہتے ہیں۔ حال آں کہ گھر کا یا دوکان کا خیال آنا برا نہیں ہے؛ لیکن خیال آجانے پر اسے مسلسل سوچتے رہنا اور اسی میں اپنا دل اٹکائے رکھنا کہ پتہ نہیں دوکان کیسی چل رہی ہوگی، پتہ نہیں امی کا کیا حال ہوگا، پتہ نہیں بیوی بچے کیسے ہوں گے، فون بھی نہیں لگ رہا ہے کہ بچوں کی خیریت ہی معلوم ہوجاتی، یہ سب برا ہے۔ اس لیے کہ اگر اللہ کے گھر پہنچ کر اور ان کے گھر کا طواف کرتے ہوئے بھی اگر ہمیں اپنا گھر اور دوکان ہی یاد آرہی ہے تو بھلا بتایئے کہ آخر اس دل میں اللہ پاک کی یاد کب آئے گی؟

طواف کرتے ہوئے کیا پڑھیں؟

بہت سے لوگ پوچھتے ہیں کہ طواف کرتے ہوئے کیا پڑھا جائے، کیا مانگا جائے؟ آپ جو چاہیں مانگیں، کوئی ممانعت نہیں ہے؛ البتہ حدیثِ پاک کے اندر ایک خاص دعا کا تذکرہ ملتا ہے کہ جب آپ طواف کرتے ہوئے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان پہنچیں تو رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھا کریں۔

طواف کے دوران میرا معمول

آدمی طواف کے دوران اپنے ذوق کے اعتبار سے جو چاہے

مانگے کچھ منع نہیں ہے۔ میرا معمول طواف کے دوران یہ ہے کہ میں پہلے چکر میں اللہ پاک کی خوب تعریف بیان کرتا ہوں، دوسرے چکر میں حضرت نبی کریم ﷺ پر آپ کی یاد کے ساتھ درود پاک پڑھتا ہوں، پھر تیسرے چکر میں دعا مانگنا شروع کرتا ہوں۔ چوں کہ ہمیں طواف میں صرف ایک چکر تو لگانا نہیں ہے؛ بل کہ سات چکر لگانے ہیں اور پھر طواف بھی صرف ایک نہیں کرنا ہے؛ بل کہ کئی طواف کرنے ہیں اس لیے کوشش یہ ہوتی ہے کہ طواف کے ہر چکر میں ایک شعبے سے متعلق جتنی دعائیں مانگی جاسکتی ہیں مانگ لوں۔

چوں کہ ایمان ہمارے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے، لہٰذا ایک چکر میں ایمانیات سے متعلق دعائیں مانگتا ہوں، اس کے بعد دوسرے چکر میں عبادات، اخلاقیات، معاملات، معاشرت سے متعلق دعا مانگتا ہوں۔ پھر عبادات میں بھی مختلف عبادات مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تلاوت، ذکر وغیرہ اعمال سے متعلق تفصیلاً دعا مانگتا ہوں کہ یا اللہ! اب تک یہ سارے اعمال میں غفلت کے ساتھ انجام دیا کرتا تھا، اب آپ مجھے ان تمام اعمال کو اپنی یاد کے ساتھ اسی طرح انجام دینے کی توفیق دیجیے جس طرح ان کا انجام دیا جانا آپ کو پسند ہے۔

حج تجربات کی روشنی میں

چوں کہ والدین کا ہم پر بڑا حق ہے، لہٰذا ایک چکر میں فقط والدہ مرحومہ کے لیے دعا مانگتا ہوں، اسی طرح ایک چکر میں فقط والد مرحوم کے لیے دعا مانگتا ہوں، اسی طرح ایک چکر میں والد مرحوم کے سارے رشتے داروں کے لیے دعا مانگتا ہوں، پھر ایک چکر میں والدہ مرحومہ کے سارے رشتے داروں کے لیے دعا مانگتا ہوں، پھر ایک چکر میں سارے سسرالی رشتے داروں کے لیے دعا مانگتا ہوں۔ اسی طرح اپنی بلڈنگ والوں کے لیے، اپنے محلے والوں کے لیے، پڑوسیوں کے لیے، مسجد کے امام صاحب کے لیے، مسجد کے مصلیوں کے لیے، مسجد وار جماعت کے ساتھیوں کے لیے، اسی طرح سارے دوست احباب کے لیے نام بہ نام دعا کرتا ہوں۔ پھر اپنے علاقے سے قریبی علاقے والوں کے لیے، مثلاً کرلا والوں کے لیے، پھر سانتا کروز والوں کے لیے، پھر اس سے آگے بڑھ کر اندھیری، جوگیشوری اور ملاڈ والوں کے لیے۔ اسی طرح جہاں تک یاد آتا ہے آگے بڑھتا چلا جاتا ہوں۔ اسی طرح دین کے دیگر جتنے شعبے ہیں ان تمام شعبوں سے متعلق اور ان شعبوں میں کام کرنے والے افراد سے متعلق بھی دعا مانگتا ہوں اور پھر پوری امت کی ہدایت کے لیے، ان کی ظاہر و باطن کی اصلاح کے لیے، ان کی پریشانی دور ہونے کے

لیے، غرض یہ کہ اپنی فہم کے مطابق تمام شعبوں سے متعلق خوب سوچ سوچ کر دعا کا اہتمام کرتا ہوں۔ یہ سب اللہ پاک کی دی ہوئی توفیق سے ہوتا ہے، میرا اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔

ایک دفعہ میں حج سے واپس آیا تو ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے حج میں آپ کا نام لے کر دعا کی ہے، پھر دوسری جگہ جانا ہوا تو وہاں بھی ایک صاحب سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے بھی یہی کہا۔ کچھ اور آگے چلے تو وہاں بھی ایک صاحب سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے بھی یہی کہا۔ ایک صاحب جو میرے ساتھ چل رہے تھے وہ یہ سب سن کر حیران ہو رہے تھے کہ شکیل بھائی کس کس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ مجھے اتنے لوگوں کے نام کیسے یاد رہتے ہیں؟ کہنے لگے کہ ہاں یہی سوچ رہا تھا۔ میں نے کہا دیکھئے! جب تبلیغ میں نکل کر علاقے علاقے گھومتے ہیں اور لوگوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں تو ان کے نام بھی یاد آتے رہتے ہیں۔ پھر اس طرح سوچتے سوچتے اپنے گاؤں تک چلا جاتا ہوں کہ فلاں ہمارے رشتے دار ہیں، فلاں ہمارے رشتے دار ہیں تو ان کا نام لے کر ان کے لیے بھی دعا کرتا ہوں۔

ان تمام لوگوں کے حق میں دعا کرنے کے باوجود میں لال باغ والوں کو، دادر والوں کو اور پریل والوں (ان علاقوں میں بہ کثرت ہندو رہتے ہیں) کو بھول نہیں جاتا؛ بل کہ انھیں بھی یاد رکھتا ہوں اور ان کے لیے بھی دعا مانگتا ہوں۔ اب اگر کوئی کہے کہ شکیل بھائی! ان علاقوں میں تو تمھارا کوئی رشتے دار نہیں رہتا، پھر آپ وہاں رہنے والوں میں کس کے لیے دعا کرتے ہیں؟ ٹھیک ہے میرا وہاں کوئی رشتے دار نہیں رہتا؛ لیکن وہاں رہنے والے بھی تو اللہ ہی کے بندے ہیں اور ہمارے ہی نبی کے امتی ہیں، اس نسبت کی بنا پر ان کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کی خیر خواہی کریں، ان کے حق میں غائبانہ دعائیں کریں، اسی لیے میں انھیں فراموش نہیں کرتا؛ بل کہ ان کے حق میں بھی ہدایت کی دعا مانگتا رہتا ہوں۔ جب آپ اس طرح دعا مانگیں گے تو ان شاء اللہ بہت سے لوگوں کے لیے دعا مانگ لیں گے۔

اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ بھی اس طرح دعا کر سکتے ہیں۔ اس دوران اگر یہ گنہ گار یاد آجائے تو آپ اس کے لیے بھی دعا کر دیں کہ بہت محتاج ہوں، محتاج کا حق بھی ہوتا ہے اور اسے دیکھ کر لوگوں کو رحم بھی آتا ہے، لہٰذا آپ میری محتاجی کا خیال کرتے ہوئے

میرے لیے بھی دعا کردیں کہ اللہ پاک میرے گناہوں کو معاف فرمادیں اور مجھ سے راضی ہو جائیں۔

دوران طواف کعبۃ اللہ کو دیکھنے کا حکم

دوران طواف کعبۃ اللہ کی طرف منھ کرنا محرمات طواف میں سے ہے، ہاں البتہ شروع طواف میں حجر اسود کے استقبال کے وقت جائز ہے۔

(معلم الحجاج ص ۱۳۰ ص ۱۳۱)

شکایتوں سے گریز کریں

طواف کے دوران آپ کو بہت دھکے لگیں گے؛ لیکن آپ کی زبان پر اس کا تذکرہ نہ ہو کہ لوگ کتنے دھکے مارتے ہیں، کالے لوگ ایسے ہیں، گورے لوگ ایسے ہیں، ایرانی ایسے ہیں، ترکی ایسے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح کچھ لوگ عورتوں کا رونا بہت روتے ہیں، وہ بس ایک ہی بات کرتے ہیں کہ یار یہ بھی کوئی نظام ہے، عورتوں کو تو بالکل الگ کر دینا چاہیے، ادھر سے آتی ہیں تو دھکا مارتی ہیں ادھر سے آتی ہیں تو دھکا مارتی ہیں، ان لوگوں پر بس یہی فکر سوار رہتی ہے۔

ایک آدمی کسی بزرگ کے پاس بیٹھ کر دنیا کی برائی کر رہا تھا۔

فرمایا اگر یہ دنیا تجھے بری لگتی تو اپنی زبان پر اس کا تذکرہ نہ لاتا، کیا کوئی آدمی کسی بری چیز کا بھی تذکرہ کیا کرتا ہے؟ اسی طرح کسی نے حضرت رابعہ بصریہؒ سے کہا کہ آپ شیطان کا تذکرہ کیوں نہیں کرتیں؟ فرمایا رحمٰن کے تذکرے سے فرصت پاؤں تو شیطان کا تذکرہ کروں۔

میاں! جب اللہ کی یاد سے فرصت ملے گی تبھی تو آدمی دوسروں کا تذکرہ کرے گا کہ یہ دھکا دیتی ہے اور وہ دھکا دیتی ہے۔ کچھ لوگوں نے میرے پاس آکر بھی عورتوں کی اسی طرح شکایت کی۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ فضول باتیں کرتے رہتے ہو کہ یہ دھکا دیتی ہیں وہ دھکا دیتی ہیں، یہ کیوں نہیں سوچتے کہ یہ عورتیں اللہ کا گھر دیکھ کر ان کی محبت میں ایسی دیوانی ہو جاتی ہیں کہ انھیں اس کا ہوش ہی نہیں رہتا کہ ہمارے قریب مرد ہیں یا عورتیں، ہمارا کسی کو دھکا لگ رہا ہے یا نہیں لگ رہا۔ آپ ان عورتوں سے متعلق یہ رائے کیوں نہیں قائم کر لیتے کہ یہ اللہ کا گھر دیکھ کر ان کی یاد میں ایسی کھو جاتی ہیں کہ انھیں کسی بات کا ہوش نہیں رہتا، اس لیے آپ اس سب باتوں کا تذکرہ ہی نہ کریں۔

طواف کے فوراً بعد سعی کرنا ضروری نہیں

طواف سے فارغ ہونے کے بعد سعی کرنا ہوتا ہے؛ لیکن اس

تعلق سے یہ مسئلہ جان لیں کہ طواف کے فوراً بعد سعی کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ سعی کیے بغیر اور حلق کرائے بغیر یا بال کٹوائے بغیر آپ احرام نہیں کھول سکتے؛ لیکن جن لوگوں کے ساتھ بوڑھی عورتیں ہوں، بیمار لوگ ہوں انھیں چاہیے کہ طواف کے بعد کچھ دیر آرام کر لیں، وہیں حرم میں بیٹھ جائیں یا اپنے گھر چلے جائیں اور آرام کرنے کے بعد دوبارہ آ کر سعی کر لیں۔ لیکن اگر طواف کے بعد بھی آپ کے اندر اور آپ کی مستورات کے اندر سعی کی ہمت باقی ہو تو پھر اسی وقت سعی کر لیں۔

اللہ پاک کی مہربانی

طواف کی طرح سعی بھی اطمینان سے کرنا چاہیے۔ البتہ طواف اور سعی کے درمیان یہ فرق ہے کہ جس جگہ سے طواف شروع کیا جاتا ہے واپس اس جگہ پہنچنے پر ہی پورا ایک چکر شمار کیا جائے گا، جب کہ سعی میں ایسا نہیں ہے۔ بل کہ سعی جہاں سے شروع ہوتی ہے، وہاں سے چلنے کے بعد آدھا چکر پورا ہونے پر اسے پورا چکر شمار کر لیا جاتا ہے اور جب لوٹ کر اس جگہ پہنچیں گے جہاں سے سعی شروع کی تھی تو آپ کے دو چکر شمار کیے جائیں گے۔

دیکھیے! یہ بھی اللہ پاک کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ ہم آدھا

چکر چلیں؛ لیکن اسے پورا شمار کرلیا جائے۔اس لیے کہ سعی کا فاصلہ بڑا لمبا ہوتا ہے، لہٰذا اللہ پاک نے بھی کہہ دیا کہ تم ساڑھے تین چکر لگالو تو میں انھیں پورے سات چکر شمار کرلوں گا۔الغرض حج کے جتنے ارکان ہیں وہ سب کے سب سمجھ سے بالاتر ہیں اور یہ اسی لیے ہیں کہ اللہ پاک اپنے بندوں کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جو میں نے کہہ دیا تم وہی کرو، کہیں اپنی عقل مت دوڑاؤ۔

دوران سعی دعا قبول ہوتی ہے

بہت سے لوگ سعی شروع کرتے ہیں اور یوں ہی خاموشی کے ساتھ پوری سعی ختم کردیتے ہیں، حال آں کہ سعی کے دوران دعا مانگنا چاہیے،اس لیے کہ وہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔لہٰذا اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے دعا کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔پھر ویسے بھی اس وقت کوئی کام تو ہوتا نہیں، اس لیے اپنے آپ کو دعا ہی میں مشغول رکھنا چاہیے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ جب تک پوری پہاڑی پر نہیں چڑھیں گے اس وقت تک ہمارا چکر پورا نہیں ہوگا، اس

لیے وہ لوگ پہاڑی کے آخری سرے تک چڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، حال آں کہ ایسا نہیں ہے۔ صفا اور مروہ آنے جانے کے راستے کے درمیان ایک پارٹیشن بنایا گیا ہے، اس پارٹیشن سے آگے بڑھتے ہی جو پہلا ستون ملتا ہے، آپ بس وہاں تک چلے جائیں اور پھر وہیں سے لوٹ آئیں، آپ کا چکر پورا ہو جائے گا۔

سعی کے دوران دوڑنا

سعی کے دوران کچھ دور چلنے کے بعد دو عدد ہری لائٹیں کچھ فاصلے سے لگی ہوئی نظر آئیں گی، ان دونوں لائٹوں کے درمیان مردوں کو دوڑنا ہوتا ہے، جب کہ عورتیں بدستور اپنی رفتار میں چلتی رہیں گی، ان کے لیے دوڑنا منع ہے ہے۔ اس عمل میں بھی بہ ظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ بھی ایک پاگل پن ہے کہ کچھ دور چلو پھر دوڑو، پھر اس کے بعد دوبارہ چلنا شروع کرو، حال آں کہ یہ پاگل پن نہیں ہے۔

یہ درحقیقت حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے جو اللہ کی ایک دیوانی بندی تھیں اور سو فی صد اللہ کی مانتی تھیں۔ انھوں نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کے لیے پانی کی تلاش میں اس فاصلے کے درمیان دوڑ لگائی تھی، اللہ پاک کو ان کا یہ عمل اس قدر پسند آیا کہ اللہ پاک نے اسے ان کی یاد

گار کے طور پر ہمیشہ کے لیے باقی رکھا اور قیامت تک آنے والے انسانوں کو بتادیا کہ دیکھو! اگر تم میری مان کر اور میری محبت میں دیوانے بن کر زندگی گذاروگے تو میں تمھیں بھی اس طرح زندہ رکھوں گا کہ لوگ ہمیشہ تمھارا تذکرہ کیا کریں گے۔

لیکن دوستو! ہم اپنے تذکرے کو باقی رکھنے کے لیے نہ دوڑیں؛ بل کہ اللہ کا حکم اور حضرت ہاجرہ کی سنت سمجھ کر دوڑیں اور یہ نیت کریں کہ ہمارے اس عمل سے کہ اللہ کا نام زندہ ہو، اسلام زندہ ہو، نبی کی سنت زندہ ہو اور اس عمل کی برکت سے ہمیں ایسا بن کر جینے کی توفیق ملے کہ لوگ ہمیں دیکھ کر کہنے لگیں کہ دیکھو! اللہ والا ایسا ہوتا ہے اور حضرت محمد ﷺ کا امتی ایسا ہوتا ہے۔

حلق کرانا افضل ہے

سعی سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو اپنے بال کٹوانے ہیں ،بال کٹوائے بھی جاتے ہیں اور منڈوائے بھی جاتے ہیں؛ البتہ حلق کرانا اور بال منڈوادینا افضل ہے۔ اس لیے حضرت نبی کریم ﷺ نے بال کٹوانے والے کے لیے ایک مرتبہ اور حلق کرانے والے کے لیے تین مرتبہ دعا کی ہے۔ اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ

حج تجربات کی روشنی میں

حضرت نبی کریم ﷺ کی تین مرتبہ والی دعا لینا چاہتے ہیں یا ایک مرتبہ والی۔ عورتوں کے لیے بال کا کٹوانا ضروری ہے؛ لیکن کتنا کٹوانا ہے اس کا مسئلہ آپ علما سے معلوم کرلیں۔

بال کٹوانے کے بعد آپ حالتِ احرام سے نکل آئیں گے، یعنی اب احرام والی تمام تر پابندیاں ختم ہوجائیں گی، آپ اپنے کپڑے پہننا چاہیں تو پہن سکتے ہیں۔ اب حج سے پہلے جب تک آپ مکہ مکرمہ میں رہیں اور پھر حج سے واپسی کے بعد بھی جب تک آپ کا قیام مکہ مکرمہ میں رہے، اس وقت تک آپ عبادت میں مشغول رہیں۔

عبادتوں میں افضل طواف ہے

حاجی کے لیے وہاں عبادتوں میں سب سے افضل عبادت طواف ہے، اس لیے کہ دیگر عبادات کا موقع تو اسے اپنے مقام پر رہ کر بھی مل جائے گا؛ لیکن طواف کا موقع نہیں مل سکتا۔ اس لیے علما نے لکھا ہے کہ وہاں زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو طواف میں مشغول رکھنا چاہیے اور اگر طواف نہ کر رہے ہوں تو پھر نماز اور تلاوتِ قران میں مشغول رہنا چاہیے۔

حج تجربات کی روشنی میں

حرم میں نماز کس طرح پڑھیں؟

حرم میں نفلی نمازوں کا خوب اہتمام کریں۔لیکن جیسی غفلت والی نماز ہم اپنے مقام پر رہ کر پڑھا کرتے تھے، ایسی غفلت والی نماز حرم میں نہ پڑھیں ؛بل کہ خوب دل لگا کراوراللہ کی یاد اور دھیان کے ساتھ خوب اطمینان والی نماز پڑھیں ۔ یہ طے کرلیں کہ ہم دو رکعت نفل ۱۰ منٹ، ۱۲ منٹ ؛بل کہ ۱۵ منٹ میں پڑھیں گے،غرض یہ کہ جتنی لمی نماز ممکن ہو پڑھیں ۔ رکوع سجدے خوب لمبے لمبے کریں۔ جب تک نماز میں ؛بل کہ نماز کے ہر ہر رکن میں اللہ کی یاد نہ آئے اس وقت تک اس رکن سے علیحدہ نہ ہوں۔خوب اطمینان سے نماز پڑھنے اور نماز کو خوب بنانے کی مشق کریں۔

البتہ جن لوگوں کے ذمے نمازوں کی قضا باقی ہے وہ نفل نمازیں پڑھنے کے بجائے قضا نمازیں پڑھیں۔لیکن جن کے ذمے قضائے عمری نہیں ہے وہ نوافل کا خوب اہتمام کریں اور طے کر کے پڑھیں کہ آج ہم بیس رکعات نفل پڑھیں گے،آج ہم پچاس رکعات نفل پڑھیں گے۔جب وہاں اس طرح عبادت کا شوق پیدا ہوجائے گا تو پھر ان شاء اللہ وہ شوق اپنے مقام پر پہنچنے کے بعد بھی باقی رہے گا۔

دوستو! ہم عبادت تو کرتے ہیں؛ لیکن دل لگا کر نہیں کرتے، ہمارے اندر عبادت کا ذوق وشوق نہیں ہے۔ صحابۂ کرامؓ کی عبادتوں کو دیکھیں، اللہ والوں کی عبادتوں کو دیکھیں کہ ان کے اندر عبادت کا اتنا شوق ہوتا تھا کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ آج کی رات قیام کی رات ہے، آج کی رات رکوع کی رات ہے، آج کی رات سجدے کی رات ہے، پوری پوری رات ایک ایک رکن میں گذار دیتے تھے۔

درمیان میں ایک ضروری بات یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جب آپ کے سفر کی تاریخ طے ہو جائے اور آپ کو معلوم ہو جائے کہ مکہ مکرمہ میں کتنے دن رہنا ہے، مدینہ منورہ میں کتنے دن رہنا ہے تو کسی مفتی صاحب سے قصر نمازوں کے احکام ضرور معلوم کرلیں۔

اپنے اوقات کی ترتیب خود بنائیں

اگر حج میں کچھ لوگ آپ کے ساتھ ہوں تو حرم جاتے وقت گروپ کی شکل نہ بنائیں کہ پوری جماعت ایک ساتھ جارہی ہے۔ اگر ایک ساتھ جانا بھی ہو تب بھی حرم میں پہنچ کر سارے لوگ متفرق ہو جائیں۔ اس لیے کہ ایک ساتھ رہنے کی صورت میں انفرادی اعمال

کے اندر بہت خلل واقع ہوتا ہے، عبادت کم اور باتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ انفرادی طور پر اپنے اوقات کی ترتیب خود بنائیں کہ مجھے کب اٹھنا ہے، کب سونا ہے، کب حرم جانا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر آدمی کی طبیعت الگ ہوتی ہے، قوت الگ ہوتی ہے، یہ دیکھ کر نہ چلیں کہ فلاں ساتھی سویا ہے تو ہم بھی سوئیں گے، وہ حرم جائے گا تو ہم بھی جائیں گے؛ بل کہ اپنا نظام الاوقات خود بنائیں اور زیادہ سے زیادہ وقت حرم میں رہنے کی کوشش کریں، وہاں کسی کو نہ پہنچائیں؛ بل کہ اپنے کام سے کام رکھیں۔

سارے ساتھی کھانے کی ترتیب ایک ساتھ رکھیں تاکہ اجتماعی کام ایک ساتھ انجام دیا جاسکے۔ مثلاً اگر ٹور والا ظہر کی نماز کے بعد کھانا کھلاتا ہے تو سارے لوگ اکٹھے ہوکر کھانا کھالیں، نیز اجتماعی تعلیم کا بھی ایک وقت طے کرلیں۔

عورتوں کو گھر کی نماز میں حرم کا ثواب ملتا ہے

کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ عورتوں کا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا حرم میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، انھیں گھر ہی پر حرم کا ثواب مل جاتا ہے۔ ممکن ہے عورتیں یہ سوچیں کہ جب ہمیں گھر ہی پر نماز پڑھانا

تھا تو پھر ہم یہاں کیوں لائے؟

دیکھیے! میں عورتوں کو حرم میں جانے یا لے جانے سے منع نہیں کر رہا ہوں، عورتیں بے شک حرم میں جاسکتی ہیں، لیکن وہ نماز پڑھنے کے لیے نہیں؛ بل کہ خانۂ کعبہ کو دیکھنے کی نیت سے جائیں۔ اس دوران اگر نماز کا وقت ہو جائے تو نماز بھی پڑھ لیں؛ لیکن نیت یہی ہو کہ ہم خانۂ کعبہ کو دیکھنے آئی ہیں، اگر میں اس وقت گھر پر ہوتی تو نماز وہیں پڑھتی۔ اس لیے خاص نماز پڑھنے کی نیت سے حرم میں نہ جائیں۔

ہم اور آپ ذرا غور کریں کہ یہ اللہ پاک کی کتنی بڑی مہربانی ہے اور انھوں نے ہمیں کیسی پیاری شریعت دی ہے جس میں عورتوں کی سہولت اور راحت کا اور انھیں مشقت سے بچانے کا اس قدر خیال رکھا گیا ہے کہ انھیں گھر ہی میں نماز پڑھنے کی سہولت دے دی گئی کہ تم گھر ہی میں نماز پڑھ لیا کرو، تمھیں گھر کی نماز میں ہی حرم کا ثواب دے دیا جائے گا۔ اس لیے کہ عورتیں فطرتاً کم زور ہیں، یہ کہاں بار بار دوڑ کر حرم جائیں گی کہ ابھی عصر سے آئیں تھیں کہ پھر مغرب میں جائیں اور ابھی مغرب سے آئیں تھیں کہ پھر عشا میں جائیں۔ لہٰذا انھیں تکلیف اور مشقت سے بچانے کے لیے شریعت نے ان کے لیے یہ سہولت رکھی

ہے کہ وہ گھر ہی میں نماز پڑھ لیا کریں، انھیں حرم کا ثواب مل جائے گا؛ بل کہ ان کی گھر والی نماز کو حرم والی نماز سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔

عورتوں کے لیے ضروری ہدایات

عورتیں اگر حرم میں جانا چاہیں تو وہ رات میں حرم چلی جایا کریں اور وہاں بیٹھ کر خوب دیر تک اللہ کا گھر دیکھیں، طواف کرنا چاہیں تو کنارے کنارے ہو کر خوب طواف کریں۔ ہاں اگر چند عورتیں ساتھ میں ہوں تو وہ آپس میں یہ طے کر لیں کہ دیکھو بہن! ہم حج کرنے آئے ہیں، اللہ کو یاد کرنے آئے ہیں، ان کا تعلق پانے آئے ہیں، لہٰذا ہم آپس میں کوئی بات بغیر سوچے نہیں کریں گے، صرف ضروری بات کریں گے۔ یہ بات میں خصوصاً عورتوں سے متعلق اس لیے کہہ رہا ہوں کہ انھیں حرم میں بہت عورتیں ملیں گی اور مختلف جگہوں کی ملیں گی۔ جب یہ عورتیں اکٹھا ہوں گی تو لازماً ایک دوسرے سے باتیں کریں گی کہ بہن! آپ کی کتنی بیٹیاں ہیں؟ کتنے بیٹے ہیں؟ پھر دوسری جواب دے گی۔ پھر سوال ہوگا کہ لڑکی کی شادی کہاں کی؟ پھر اس کے بعد سسرال والوں کا تذکرہ ہوگا اور اس تذکرے میں ان کی غیبت ہوگی کہ وہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔ لہٰذا احتیاط

اسی میں ہے کہ فضول باتوں میں مشغول ہونے کے بجائے اپنی اپنی عبادتوں میں لگی رہیں۔اس لیے جہاں چار عورتوں کو اکٹھا دیکھیں وہاں سے الگ ہو جائیں،اگر عورتیں ایسا نہ کریں گی تو پھر بڑا نقصان اٹھائیں گی اور انھیں حج کا پورا نفع نہیں مل پائے گا۔

ملاقاتیں... ایک دھوکہ

کچھ لوگ یہ حماقت کرتے ہیں کہ اپنے ساتھی کو اپنے علاقے کے آنے والے حاجیوں کے بارے میں خبر کر دیتے ہیں کہ فلاں صاحب حج کے لیے آئے ہوئے ہیں اور فلاں جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں، اگر آپ ملنا چاہیں تو میں آپ کو ملا لاؤں۔ پھر ملاقات کی ترتیب بنتی ہے اور دو چار آدمی گروپ کی شکل میں ملاقات کے لیے نکلتے ہیں اور وہاں پہنچ کر خوب باتیں کرتے ہیں،اسی طرح دوسرے دن پھر کسی صاحب سے ملاقات کی ترتیب بناتے ہیں کہ آج فلاں کے پاس ملنے جانا ہے اور آج فلاں کے یہاں جانا ہے۔حال آں کہ انھیں وطن میں کسی کی یاد نہیں آتی۔جن سے ملاقات کے لیے یہ لوگ جا رہے ہیں ان سے اپنے وطن میں ملے ہوئے کئی کئی سال ہو چکے ہوتے ہیں،وہاں تو کبھی ملاقات

کرنے نہیں جاتے؛ لیکن یہاں پہنچ کر انھیں اُن کی بڑی یاد آتی ہے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لیں! کہ یہ سب نفس اور شیطان کی چال ہے کہ کسی طرح حاجی کو حرم سے باہر نکالو اور دوستوں کی محفل میں پہنچاؤ، اس لیے وہ انھیں ہر دم دوستوں کی یاد دلاتے ہیں۔ لہٰذا جب کوئی شخص آپ کے کسی دوست سے آپ کی ملاقات کرانا چاہے تو آپ ان سے بڑی محبت سے کہہ دیں کہ دیکھو بھائی! ہم یہاں دوستوں کا تذکرہ کرنے اور ان سے ملاقاتیں کرنے نہیں آئے ہیں، ہم تو یہاں اللہ کا تذکرہ کرنے اور انھیں اپنا دوست بنانے آئے ہیں، رہی دوست احباب سے ملاقات تو وہ اپنے وطن میں جا کر بھی کرلیں گے۔

حرم میں زبان کی حفاظت نہایت ضروری ہے

اسی طرح بہت سے لوگ ملاقات پر بلا ضرورت ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ آپ کس ٹور سے آئے ہیں؟ آپ کے ٹور والے نے کتنا پیسہ لیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ آپ خود سوچیں کہ ان سوالات سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا کہ کون کس ٹور سے آیا ہے اور کتنا پیسہ دے کر آیا ہے۔

اسی طرح بہت سے لوگ بڑے ہوشیار ہوتے ہیں، وہ اپنے ٹور میں آنے والوں سے حرم کے اندر پوچھتے ہیں کہ تم نے ٹور والے کو کتنا

پیسہ دیا ہے؟ وہ جانتے ہیں کہ یہ شخص حرم میں جھوٹ نہیں بولے گا۔ وہ یہ سوال اس لیے کرتے ہیں کہ انھیں یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید ٹور والے نے اس شخص سے کچھ کم پیسہ لیا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ ٹور والے نے ہم سے بیاسی (۸۲) ہزار لیا ہے اور اس آدمی سے اسی (۸۰) ہزار لیا ہے، لہٰذا اگر اس سے حرم میں پوچھیں گے تو یہ حرم میں سچ سچ بتادے گا۔ اب اگر اس نے کہہ دیا کہ مجھ سے اسی (۸۰) ہزار لیا ہے تو اب یہ ٹور والے کے پاس آکر لڑتے ہیں کہ تو نے دوسروں سے اسی (۸۰) ہزار لیا ہے اور مجھ سے بیاسی (۸۲) ہزار لیا ہے، کیا یہی تیرا انصاف ہے؟ پھر جھگڑا شروع ہوتا ہے کہ تو ایسا ہے اور تو ویسا ہے؟

یہ سوال بلاوجہ ایک نئے تنازے کو جنم دیتا ہے۔ یہ سب اسی وقت ہوتا ہے جب ہم فضول بات کرتے ہیں یا کسی کے فضول سوال کا جواب دیتے ہیں، لہٰذا ہمیں وہاں اس قسم کی تمام فضول اور لغو باتوں سے بہت بچنا چاہیے۔

مسجد میں فضول باتیں کرنے پر وعیدیں

ویسے بھی مسجد کے اندر دنیوی باتیں کرنا سخت منع ہے، جب عام مسجدوں کے اندر بات کرنے کی ممانعت ہے تو پھر یہ تو حرم ہے، یہاں

دنیوی باتیں کرنے ممانعت اور مذمت اور بھی زیادہ ہے۔

چناں چہ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ "مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھالیتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھالیتی ہے"۔

اور خزانۃ الفقہ میں لکھا ہے کہ "جو شخص مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس دن کے اعمال حبط کر دیتے ہیں۔

(الاشباہ والنظائر)

ابن الحاج مالکیؒ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے منقول ہے کہ "آخری زمانے میں میری امت کے لوگ مسجدوں میں داخل ہوں گے اور حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں گے اور دنیا کی باتیں کریں گے، وہ لوگ دنیا سے محبت کرنے والے ہوں گے، تم ان میں نہ بیٹھنا کہ اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔

نیز ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ "آدمی جب مسجد میں آتا ہے اور باتوں میں لگ جاتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے ولی!

خاموش ہوجا۔ اگر وہ خاموش نہیں ہوتا تو کہتے ہیں کہ اللہ کے دشمن !
اموش ہوجا۔ جب وہ اس پر بھی خاموش نہیں ہوتا تو کہتے ہیں کہ خدا کی
تجھ پر لعنت و پھٹکار ہو خاموش ہوجا۔ (مدخل صفحہ ۲۲۷)

ان وعیدوں کے پیش نظر آپ حرم کے اندر بات چیت کرنے سے بہت گریز کریں۔ بل کہ صبح سویرے ہی طے کرلیں کہ ہم بغیر سوچے بات نہیں کریں گے۔ اور اس بات کا اتنا اہتمام کریں کہ آپ سوتے وقت قسم کھانے کے قابل ہوجائیں کہ میں نے آج کے دن ایک بھی لایعنی نہیں کی۔ اگر وہاں رہ کر اس کا اہتمام ہوجائے گا تو پھر ان شاء اللہ آپ کی زندگی ایسی بن سنور جائے گی کہ آپ خود اپنی زندگی میں بہت نمایاں فرق محسوس کریں گے۔ اس لیے کہ حرم تربیت کی جگہ ہے، اگر وہاں اس بات پر قابو نہ پایا گیا اور اس کی مشق نہ کی گئی تو پھر زندگی بھر اسی طرح لایعنی کرتے پھریں گے۔

نگاہ کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے

اسی طرح وہاں نگاہ کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے۔ لہٰذا صبح سویرے یہ طے کرلیں کہ ہم نگاہ اٹھا کر نہیں چلیں گے، نیز اللہ پاک سے دعا بھی مانگیں کہ یا اللہ! ہماری نگاہوں کی حفاظت فرما۔

حج تجربات کی روشنی میں

حج کے دوران ہمارے ساتھی یہ طے کر لیتے ہیں کہ ہم نگاہ اٹھا کر نہیں چلیں گے، ہماری نگاہ اپنے قدموں پر ہی ہوگی۔ جب وہ اپنے کمروں سے نکل کر حرم جاتے ہیں تو ان کی نگاہ قدموں پر ہوتی ہے۔ جب حرم میں داخلے کا وقت آتا ہے تو مجبوراً پوری احتیاط کے ساتھ نگاہ اٹھا کر دروازہ دیکھتے ہیں اور پھر نگاہ نیچی کر لیتے ہیں۔ آپ ان سے جا کر پوچھیں کہ اللہ پاک نے اس اہتمام کے نتیجے میں ان کا دل کیسا بنایا ہے۔ لہٰذا آپ بھی یہ دو باتیں صبح سویرے ہی طے کر لیں کہ بغیر سوچے نہیں بولیں گے اور نگاہ کی بہت حفاظت کریں گے۔ پھر سونے سے پہلے اس بات کا حساب بھی لگائیں کہ ان باتوں پر کس قدر عمل ہوا ہے۔

نفلی طواف کب بند کریں؟

جو لوگ حج سے چند روز پہلے مکہ مکرمہ پہنچ جائیں انھیں چاہیے کہ وہ حج سے دو تین روز قبل نفلی طواف کرنا بند کر دیں، نفلی طواف میں مشغول ہو کر خود کو نہ تھکائیں۔ اس لیے کہ اصل حج ہے اور حج کے تمام ارکان کی ادائیگی بشاشت کے ساتھ کرنا مطلوب ہے۔ نفلی اعمال میں خود کو اتنا تھکا دینا کہ فرض کی ادائیگی میں کسل اور سستی پیدا ہونے لگے اور

بشاشت جاتی رہے، کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

نیز اس وقت نفلی طواف بند کرنے میں یہ نیت بھی کرلیں کہ بہت سے حجاج بالکل حج سے ایک دو روز قبل مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں، ان کا عمرہ وغیرہ باقی ہوتا ہے۔ چوں کہ ہم عمرے سے فارغ ہوچکے ہیں، نفلی طواف بھی ہم نے خوب کرلیے ہیں، لہٰذا اب ہم ان آنے والے حجاج کو راحت پہنچانے کی غرض سے طواف کرنا بند کررہے ہیں کہ اگر ہم بھی طواف کریں گے تو بھیڑ اور بڑھ جائے گی اور آنے والے حجاج کو دشواری کا سامنا کرنا ہوگا، لہٰذا ہم طواف نہیں کریں گے۔ اس نیت کے ساتھ طواف نہ کرنا بھی آپ کے لیے باعثِ ثواب ہوگا۔ اس وقت طواف نہ کرنے کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ آنے والے حجاج کو راحت ہوگی اور دوسرا فائدہ خود آپ کو ہوگا کہ آپ حج سے قبل پوری طرح تازہ دم ہوجائیں گے۔

حج کے پانچ دن

معلم حضرات ۷/ تاریخ کی رات میں لوگوں کو منیٰ جانے کے لیے بلا لیتے ہیں، ان کے بلانے پر آپ ۷/ تاریخ میں منیٰ چلے جائیں۔ ہمارے حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب معلم حضرات کو اس

میں راحت ہے کہ وہ ہمیں ۷؍تاریخ میں منیٰ جانے کے لیے بلالیں تو ہمیں ان کی بات مان کر ۷؍تاریخ میں منیٰ چلے جانا چاہیے۔

اسی طرح حضرتؒ حج کے پانچ دنوں سے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حج کے پانچ دنوں پر ہماری اتنی گرفت ہو کہ ان دنوں کا کوئی ایک لمحہ بھی ضائع نہ جانے پائے، کوئی کلام غلط نہ ہونے پائے، کوئی نگاہ غلط نہ اٹھے، ایثار و ہمدردی کا پورا پورا مظاہرہ ہو، بس میں دوسرے حاجیوں کو پہلے چڑھا دیں، خود پیچھے رہ جائیں۔ ہاں اگر مستورات ساتھ میں ہوں اور ان کے بیٹھنے کا انتظام کرنا ہو تو پھر پہلے چڑھ کر ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ بنالیں۔

اگر اللہ پاک نے آپ کو ہمت اور قوت دی ہے تو آپ بیمار اور معذور حجاج کی راحت کی خاطر بس کی چھت پر بیٹھ جائیں، انھیں راحت کے ساتھ بس میں بیٹھنے دیں۔ میں آپ کے سامنے سچ کہہ رہا ہوں کہ جتنی راحت اوپر بیٹھنے میں ہوتی ہے اندر بیٹھنے میں نہیں ہوتی کہ اطمینان سے پیر پھیلا لیتے ہیں، لیٹ جاتے ہیں، دعا مانگ لیتے ہیں۔ لہٰذا اگر اللہ پاک نے صحت اور قوت عطا فرمائی ہے تو اگر اس صحت وقوت کی بنا پر دوسروں کو کچھ راحت پہنچ جائے تو یہ تو ہمارے لیے بہت ہی

سعادت کی بات ہوگی۔لہٰذا اس وقت ایثار وہمدردی کا مظاہرہ کریں کہ خود تکلیف اٹھالیں؛ لیکن دوسروں کے لیے راحت کا انتظام کردیں۔

ایک دفعہ ہم لوگ منیٰ پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑے خیمے میں دو عورتیں ہیں اور پورے خیمے پر قبضہ جمائے بیٹھی ہیں، ایک طرف ان کا سامان رکھا ہوا ہے اور دوسری طرف خود بیٹھی ہیں، بقیہ پورا خیمہ خالی ہے۔ہم نے ان سے درخواست کی کہ اگر آپ دونوں ایک کنارے ہوجائیں تو خیمے کے اندر ہم لوگوں کے لیے بھی جگہ ہوجائے گی۔کہنے لگیں نہیں نہیں ہم نہیں ہٹیں گے، ہمارے ساتھ بہت لوگ ہیں۔حال آں کہ ان کے ساتھ زیادہ لوگ نہیں تھے۔ جب وہ دونوں کسی طرح ہٹنے پر تیار نہ ہوئیں تو ہمارے ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ شکیل بھائی! آپ ہی سمجھائیے۔میں نے کہا بھائی! میں یہاں سمجھانے نہیں خود سمجھنے آیا ہوں، اگر انھیں سمجھانے جاؤں تو لامحالہ ان سے بات کرتے ہوئے انھیں دیکھنا پڑے گا جو کہ میں نہیں چاہتا، پھر یہ کہ اگر بات کرنے اور سمجھانے کے باوجود یہ نہ مانیں تو مجھے تیز بولنا پڑے گا اور میں یہاں تیز بولنا بھی نہیں چاہتا،اس لیے میں تو انھیں نہیں سمجھاؤں گا۔اگر ہمیں خیمے کے اندر جگہ نہیں ملی تو ہم باہر چلے جائیں گے؛ لیکن نگاہ کا غلط استعمال

نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی کے ساتھ تیز کلامی کریں گے۔ اس طرح کے واقعات وہاں بہ کثرت پیش آتے ہیں اور ہر جگہ آپ کو صبر کا دامن تھامے رکھنا ہوگا ورنہ آپ حج کی روح کو نہیں پا سکیں گے۔ بس ہر وقت اس بات کا استحضار رکھیں کہ میرے اللہ کی یہی مرضی ہے اور میں اپنے اللہ کی مرضی پر راضی ہوں۔

یاد رکھیں! ہمیں اپنے خیمے کے اندر جو ڈیڑھ فٹ کی جگہ سونے کے لیے ملتی ہے وہی ہماری جگہ ہے، اگر ہم اس سے زیادہ جگہ گھیر کر بیٹھتے ہیں تو یہ ناجائز ہے۔ جو شخص وہاں جا کر ناجائز قبضہ کرے گا تو اس کا یہی مزاج بنے گا، پھر وہ اپنے مقام پر آ کر اسی طرح دوسروں کی زمینوں پر ناجائز قبضہ کرے گا، اس لیے اس بات کا بہت ہی خیال رکھیں۔ یہ ہرگز نہ کریں کہ لمبے لمبے بستر بچھائیں، خوب جگہ گھیریں، بل کہ خوب سکڑ کر رہیں، دوسروں کو جگہ دیں، ایثار و ہمدردی کا مظاہرہ کریں۔

دیکھیے! جب آدمی ایثار و ہمدردی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ پاک خود اس کے لیے راستہ پیدا فرما دیتے ہیں۔ چناں چہ اس وقت ہم ان سے الجھنے کے بجائے باہر جا کر بیٹھ گئے۔ میاں! جب اللہ پاک نے بلایا ہے تو جگہ کا انتظام بھی تو وہی کریں گے۔ ہمارے ساتھیوں نے ایک

چکر لگایا اور آ کر مجھ سے کہا کہ ہم نے ایک خیمہ دیکھا ہے، بالکل روڈ کے پاس ہے، بہت کشادہ بھی ہے اور ہوا دار بھی ہے اور پورا خالی ہے۔ ہمارے بہت سے ساتھی تو وہاں چلے گئے؛ لیکن ہم پانچ چھ لوگ باہر ہی سو گئے اور نہایت آرام سے سوئے۔ دیکھئے! جھگڑے کو ٹالنے پر اور ایثار کرنے پر اللہ رب العزت نے کیسی اچھی اور کشادہ جگہ کا انتظام فرمایا۔

اس طرح کے حالات آپ کے ساتھ بھی پیش آئیں گے، اس وقت آپ یہ نہ کہیں کہ ہم نے معلم کو فیس دی ہے، ہم کیوں باہر جائیں؟ جب آپ ایسا کہیں گے تو لامحالہ جھگڑا شروع ہوگا جس سے آپ کو بہت بچنا ہے۔ اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے تو انھیں پیار محبت سے سمجھائیں کہ بھائی! اگر آپ لوگ تھوڑا کھسک جاتے تو ہمیں بھی جگہ مل جاتی، اگر آپ نہیں کھسکیں گے تو ہم آپ سے جھگڑا نہیں کریں گے، ہم باہر چلے جائیں گے، دھوپ میں رہ لیں گے، اس طرح محبت سے کہیں، جھگڑے والی فضا نہ بننے دیں، پھر دیکھیں کس طرح اللہ پاک آپ کے لیے راحت اور آسانی کا انتظام فرماتے ہیں۔

الغرض کہنے کا منشا یہ ہے کہ جانے سے قبل یہ طے کرلیں کہ ہم پورے سفر میں کسی سے جھگڑا نہیں کریں گے، اگر کہیں جھگڑے کی

فضا بنے گی تو ہم وہاں سے ہٹ جائیں گے، صبر کریں گے، ایثار و ہم دردی کا مظاہرہ کریں گے، تکلیف کی جگہ خود رہ لیں گے اور راحت کی جگہ اپنے بھائی کو دے دیں گے۔

ایثار و ہم دردی

جس طرح سفرِ حج میں بہ کثرت جھگڑے کے مواقع پیش آتے ہیں اسی طرح بہ کثرت ایثار و ہم دردی کے مواقع بھی پیش آتے ہیں۔ لہٰذا جہاں ہم سفرِ حج کے سلسلے میں بہت سی چیزوں کی تیاریاں کرتے ہیں ان میں ایک تیاری یہ بھی کریں کہ حج کے لیے روانہ ہونے سے قبل ہی اپنے اندر ایثار و ہم دردی کا جذبہ پیدا کریں اور یہ طے کرلیں کہ ہم ان شاء اللہ پورے سفر میں ایثار و ہم دردی کا مظاہرہ کریں گے، خود تکلیف اٹھالیں گے؛ لیکن دوسروں کو راحت پہنچائیں گے۔ جب کبھی ایثار و قربانی کا موقع آئے گا ہم اس کے لیے تیار رہیں گے، ہمیشہ اپنی راحت پر دوسروں کی راحت کو مقدم رکھیں گے۔ جب ایثار و قربانی کے ساتھ آپ اپنا یہ سفر مکمل کرلیں گے تو پھر ایثار و قربانی کے ساتھ جینا آپ کا مزاج بن جائے گا اور پھر ان شاء اللہ تا زندگی یہ مزاج بنا رہے گا۔

دوستو! ذرا غور کریں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

تیئیس (۲۳) سالہ زندگی میں صحابۂ کرامؓ کی کیسی تربیت فرمائی تھی کہ انھوں نے ایثار وہم دردی کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھلایا کہ رہتی دنیا تک کوئی اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ چناں چہ آپ دیکھیں کہ جنگ کے میدان میں زخمی ہوکر پیاسے پڑے ہیں؛ لیکن پانی اپنے ساتھی کی طرف بڑھا رہے ہیں کہ پہلے انھیں پلاؤ، یعنی بہ زبانِ حال یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جان تو دے دیں گے؛ لیکن اپنے بھائی سے پہلے پانی نہیں پئیں گے۔

دوستو! ہم ان ہی کے نام لیوا اور ان ہی کی محبت کا دم بھرنے والے ہیں؛ لیکن وہاں پہنچ کر ہم ان سب واقعات کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں، اپنی طاقت دکھلاتے ہیں۔ آپ ہرگز ایسا نہ کریں ؛ بل کہ دوسرے بہت سے اچھے اخلاق اپنانے کے ساتھ ساتھ بہ طورِ خاص اس وصف کو بھی اپنائیں اور اس بات کا بہت خیال رکھیں کہ پورے سفرِ حج میں ایثار وہم دردی کا مظاہرہ ہو۔

دوستو! یہ آپ کو صرف بولنا نہیں ہے؛ بل کہ عملی طور پر کر کے دکھلانا ہے۔ اگر آپ حج کے پانچ دنوں میں خود تکلیف برداشت کر کے دوسروں کی راحت کا خیال رکھیں گے تو اللہ پاک آپ کے لیے پوری زندگی میں راحت وآرام کا فیصلہ فرمادیں گے۔

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اس سفر میں آدمی جو کچھ خرچ کرے اس کو نہایت خوش دلی سے کرے اور جو نقصان جانی یا مالی پہنچے اس کو طیبِ خاطر سے (خوش دلی سے) برداشت کرے کہ یہ اس کے حج کے قبول ہونے کی علامت ہے۔ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ یہی وہ جگہیں ہیں جہاں جسمانی مشقت کے مواقع بار بار پیش آتے ہیں، آپ ہر جگہ صبر کا مظاہرہ کریں اور صبر کر کے اپنے حج کو مقبول بنائیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ عائشہ! تیرے عمرے کا ثواب بقدر تیری مشقت کے ہے۔

منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قیام

آپ ۷؍تاریخ کی رات میں یا ۸؍تاریخ کی صبح میں منیٰ پہنچیں گے، اس روز آپ کو منیٰ میں رہنا ہے، دن بھر اور رات بھر رہ کر ۹؍تاریخ کی صبح فجر کی نماز پڑھنے کے بعد آپ کو عرفات جانا ہے۔ عرفات میں سوائے عبادت کے اور کوئی کام نہیں ہوتا، لہٰذا آپ وہاں خاص طور سے دعا کا خوب اہتمام کریں کہ اس روز عرفات کے میدان میں اللہ کی رحمت برستی رہتی ہے، ہم چوں کہ محتاج اور فقیر بندے ہیں،

لہٰذا جتنا مانگ سکتے ہیں اور جو کچھ مانگ سکتے ہیں سب مانگ لیں۔
یہاں بھی ہر جگہ جھگڑے کی فضا بنے گی، پانی لانے میں، استنجا کرنے میں، کھانا لینے میں؛ لیکن ہر جگہ آپ کو بہت چوکنا رہنا ہے اور نہایت صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا ہے۔

آپ عرفات کے دن نمازیں اپنے خیمے ہی میں پڑھیں۔
بعض لوگ مسجد کی فضیلت پانے کے شوق میں نماز پڑھنے کے لیے مسجد چلے جاتے ہیں؛ لیکن واپسی میں خیمہ بھول جاتے ہیں اور ساتھیوں سے بچھڑ جاتے ہیں جس کی بنا پر انھیں بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

لیکن اگر آپ کو مسجد ہی جانا ہے تو پھر اس بات کا خیال رکھیں کہ وہاں آپ کو امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھنا ہوگا اور اگر آپ اپنے خیمے میں نماز پڑھتے ہیں تو پھر آپ کو ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھنا ہے۔

سورج غروب ہونے کے بعد آپ کو عرفات کے میدان سے نکلنا ہے؛ لیکن یہ خیال رہے کہ آپ مغرب کی نماز عرفات میں نہیں پڑھیں گے؛ بل کہ یہاں سے نکل کر سیدھے مزدلفہ پہنچیں گے اور مغرب اور عشا کی نمازیں مزدلفہ پہنچ کر ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ عشا کے

وقت میں پڑھیں گے۔

دیکھیے! یہاں بھی ایک بات خلافِ عقل پیش آتی ہے۔ وہ یہ کہ عرفات کے میدان میں مغرب کا وقت ہو چکا ہے؛ لیکن یہاں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ سیدھے مزدلفہ جاؤ اور وہاں پہنچ کر مغرب اور عشا کی نمازیں ایک ساتھ عشا کے وقت میں پڑھو۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اس طرح کے احکامات کے ذریعے اللہ پاک یہی سمجھانا چاہتے ہیں کہ یہاں آکر تم ہماری مانو، اپنی نہ چلاؤ۔ ہمارا حکم تمھیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے؛ لیکن تم وہی کرو جو ہم کہیں، کہیں بھی اپنی عقل نہ دوڑاؤ۔

اگر آپ عرفات سے نکل کر مغرب کے وقت ہی مزدلفہ پہنچ جائیں تب بھی آپ مغرب کی نماز نہ پڑھیں؛ بل کہ مغرب کا وقت گزار کر عشا کے وقت میں مغرب کی نماز پڑھیں، نیز مغرب پڑھتے ہوئے قضا کی نیت نہ کریں؛ بل کہ ادا ہی کی نیت کریں۔ وقوفِ مزدلفہ کا وقت ذوالحجہ کی ۱۰ رتاریخ کو طلوعِ صبحِ صادق اور طلوعِ شمس کے درمیان کا وقت ہے، لہٰذا آپ فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھ کر سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ کے لیے روانہ ہوں۔

منیٰ پہنچنے کے بعد اس روز آپ کو صرف بڑے شیطان کو کنکری مارنا ہے۔ عام طور پر لوگ یہ جانتے ہیں کہ منیٰ پہنچنے کے بعد زوال سے پہلے کنکری مارنا افضل ہے، لہٰذا منیٰ پہنچنے کے بعد تھکے ماندے سیدھے شیطان کو کنکری مارنے پہنچ جاتے ہیں، حال آں کہ اس وقت جمرات پر بہت ہجوم رہتا ہے، کنکری مارنے میں بڑی دشواری ہوتی ہے، حجاج کرام دبتے ہیں، مرتے ہیں، ہر سال اس طرح کی خبریں سننے میں آتی ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ افضلیت کے حصول میں اس وقت بہت سے حجاج کنکری مارنے پہنچ جاتے ہیں جس کی وجہ سے بہت ہجوم ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ اس وقت کنکری مارنے نہ جائیں؛ بل کہ منیٰ پہنچنے کے بعد سیدھے اپنے خیمے میں چلے جائیں اور خوب آرام کریں، اطمینان سے ظہر کی نماز پڑھیں، کھانا کھائیں اور عصر تک اپنے خیمے ہی میں رہیں۔ پہلے علما کنکری مارنے میں تاخیر کو مکروہ بتایا کرتے تھے؛ لیکن اب علما نے حالات کو دیکھتے ہوئے کنکری میں تاخیر کو مکروہ نہیں لکھا ہے اور ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا کرتے دیکھا بھی ہے۔ لہٰذا آپ عصر تک اپنے خیمے میں رہیں اور عصر پڑھنے کے بعد کنکری مارنے جائیں۔

ہمارا معمول یہ ہے کہ ہم غروب سے قبل کنکری مارنے کی جگہ پہنچ جاتے ہیں اور اپنا مصلیٰ بھی ساتھ لے جاتے ہیں، اگر اس وقت بھی بھیڑ دیکھتے ہیں تو کنکری نہیں مارتے؛ بل کہ انتظار کرتے ہیں اور مغرب پڑھنے

کے بعد کنکری مارتے ہیں۔لیکن اکثر ایسا دیکھا گیا ہے کہ مغرب کی اذان پر کنکری مارنے والے لوگ رک جاتے ہیں کہ اذان ہو رہی ہے، اب نماز کے بعد کنکری ماریں گے۔جوں ہی لوگ چھٹتے ہیں،ہم فوراً کنکری مار کر فارغ ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی دیکھا گیا کہ بہت سے لوگ غصے کے اندر اس قدر تیز کنکری مارتے ہیں کہ کنکری ٹکرا کر واپس آجاتی ہے۔یاد رکھیں! جو کنکری ٹکڑا کر واپس آجائے گی وہ شمار نہیں ہوگی، لہٰذا اس بات کا خیال رکھیں کہ کنکری اتنی تیز نہ ماریں کہ ٹکرا کر واپس آجائے؛ بل کہ اس طرح ماریں کہ کنکری ستون کی جڑ میں جا گرے۔

ایک تجربہ

چوں کہ کنکری مارتے وقت عموماً بہت بھیڑ ہوتی ہے اور ہجوم اس قدر ہوتا ہے کہ مجمع آتا ہے اور ہٹتا ہے، مجمع آتا ہے اور ہٹتا ہے۔اس بنا پر لوگ ایک دم عجلت کا ذہن بنا کر جاتے ہیں کہ جلدی جائیں گے، جلدی گھسیں گے اور جلدی سے کنکری مار کر چلے آئیں گے اور آپ جانتے ہیں کہ جلدی میں کام غلط ہو جاتا ہے۔اس لیے آپ کنکری مارنے میں عجلت کا مظاہرہ نہ کریں؛ بل کہ اس کا آسان اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ آہستہ آہستہ اندر گھستے چلے جائیں اور

بالکل آگے پہنچ کر قریب سے اطمینان کے ساتھ کنکری ماریں۔ ہم ہمیشہ اسی طرح کنکری مارتے ہیں اور اگر مستورات ساتھ ہوتی ہیں تو انھیں بھی اسی طرح قریب تک لے جاتے ہیں۔ ہماری مستورات کہتی ہیں کہ ہم نے بہت اطمینان سے کنکری ماری، ہمیں کنکری مارتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

۱۰ ذوالحجہ کے تین کام

اس روز تین کام کرنے ہوتے ہیں۔

۱) کنکری مارنا۔　　۲) قربانی کرنا۔　　۳) حلق کرانا۔

احناف کے نزدیک ان تینوں کاموں میں ترتیب واجب ہے کہ پہلے کنکری ماری جائے، پھر قربانی کی جائے اور پھر حلق کرایا جائے۔

آج کل بہت سے ٹور والے بھی قربانی کا انتظام کرنے لگے ہیں ۔آپ چاہیں تو اپنے ٹور والوں کے ساتھ چلے جائیں اور اپنے سامنے اپنی قربانی کرالیں اور اگر یہ مناسب نہ سمجھیں تو پھر سیدھے "مدرسہ صولتیہ" پہنچ کر وہیں اپنے پیسے جمع کرادیں، پھر وہاں کے ذمے داران حلق کا جو وقت بتلائیں اس وقت حلق کرالیں۔ وہاں کے منتظمین بہت محتاط ہیں، بتلائے گئے وقت سے پہلے آپ کی قربانی کردیتے ہیں، اس لیے "مدرسہ صولتیہ" میں اپنی قربانی کی رقم جمع کرادیں۔ البتہ جہاں بھی

قربانی کی رقم دیں وقت کی تعیین میں بہت احتیاط رکھیں، اس لیے کہ ہم احناف کے یہاں مذکورہ تینوں کاموں میں ترتیب واجب ہے۔

ایک اہم بات

گم شدہ ساتھیوں کی تلاش اور قربانی ہوجانے کی اطلاع جیسے مقاصد کے لیے موبائل فون بھی اس وقت کے حالات میں اللہ رب العزت کی ایک بڑی نعمت ہے۔ البتہ اس کا بے جا استعمال کہ اس کے ذریعے ہر وقت وطن والوں سے رابطہ بنائے رکھیں، مناسب نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں آپ کو اس لیے بلایا تھا کہ یہاں کے ماحول میں رکھ کر آپ اپنا دل بناتے، ورنہ آپ کو آپ کے وطن سے دور بلوانے کی کیا ضرورت تھی۔

رہا مسئلہ گھر والوں کے احوال معلوم کرنے کا تو میں اس سے منع نہیں کرتا، آپ کبھی کبھار فون کرکے گھر والوں کی خیریت بھی معلوم کرلیں؛ لیکن ہر دم فون کرکے احوال معلوم کرنے کی فکر میں نہ رہیں۔ اس لیے کہ زندگی میں اتار چڑھاؤ تو آتے ہی رہتے ہیں، جب بار بار وطن فون کریں گے تو کبھی بیوی کے بیمار ہونے کی، کبھی بچے کے بیمار ہونے کی تو کبھی کسی رشتے دار کے بیمار ہونے کی اطلاع ملتی رہے گی جس کی وجہ سے ہر وقت آپ کا دل گھر میں ہی اٹکا رہے گا، آپ حرم میں ہوں اور آپ کا دل وطن میں ہو، یہ بات کچھ اچھی

معلوم نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے کسی مرید نے آپ کو خط لکھا کہ حضرت! آپ کے پاس حرم میں آکر رہنے کو دل چاہتا ہے۔ فرمایا تم اپنے وطن میں رہو اور تمھارا دل یہاں رہے یہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم یہاں رہو اور تمھارا دل اپنے وطن میں رہے۔

موبائیل کی رنگ ٹون بدل لیں

حج پر جانے سے قبل ایک ضروری کام یہ بھی کریں؛ بل کہ ابھی کرلیں کہ اپنے موبائیل فون کی رنگ ٹون (گھنٹی) بالکل سادہ طرز کی کرلیں۔ اگر خود نہ جانتے ہوں تو کسی جاننے والے سے کروالیں اور اگر آپ کے موبائیل میں کوئی سادہ رنگ ٹون ہی نہ ہو تو پھر کسی کمپیوٹر کے جاننے والے کے ذریعے سادہ رنگ ٹون ڈاؤن لوڈ کرالیں۔ اس لیے کہ میوزک سننا اور سنانا حرام ہے اور اس مبارک سفر میں اس کی حرمت تو اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ آج کل طواف کے دوران اور روضۂ اقدس کے سامنے موبائیل فون پر بے ہودہ گھنٹیاں سنائی دیتی ہیں، فلمی گانے سنائی دیتے ہیں۔ ذرا غور کریں کہ جو نبی گانے باجے اور میوزک کو ختم کرنے آئے تھے ان ہی کے نام لیوا امتی شیطان کے اس پیغام کو لے کر ان کے شہر میں گھومتے پھرتے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ ان

کے سامنے کھڑے ہوکرانھیں سناتے ہیں،آخر یہ کتنی شرم کی بات ہے۔ ہم ذرا سوچیں تو سہی کہ ہمارے اس عمل سے آپ کی روحِ مبارک کو کس قدر تکلیف پہنچتی ہوگی۔اس لیے بہت سی وجوہات کے پیش نظر بہتر تو یہی ہے کہ موبائل فون کو مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی کے اندر عموماً بند ہی رکھیں، جب ضرورت ہوئی آن کر کے بات کر لی اور پھر بند کر دیا۔

طوافِ زیارت

مذکورہ اعمال سے فارغ ہونے کے بعد اب آپ کو طوافِ زیارت کرنا ہے۔طوافِ زیارت میں کوئی ترتیب نہیں ہے،آپ چاہیں تو کنکری مارنے سے پہلے طواف کر لیں یا کنکری مارنے کے بعد کریں۔ البتہ ذوالحجہ کی ۱۰ر،۱۱ر،۱۲ر ان تین تاریخوں میں طوافِ زیارت کر لیں۔

طواف کے لیے پاک ہونا اور باوضو ہونا ضروری ہے،لہٰذا جن حاجیوں کے ساتھ ان کی مستورات ہیں اگر انھیں ایام آ گئے تو پھر وہ طوافِ زیارت نہیں کر سکتیں۔پس جب ایام کے دن قریب آ جائیں کہ اب تین چار دن میں ایام شروع ہونے والے ہیں تو اب وہ اس پر مطمئن نہ رہیں کہ ابھی تو تین چار روز باقی ہیں،لہٰذا طوافِ زیارت بعد میں کر لیں گے۔

اس لیے کہ حالات اور موسم کی تبدیلی کی وجہ سے ایام پہلے بھی آسکتے ہیں۔ ایسی عورتوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ مزدلفہ سے یا منیٰ سے نکل کر سیدھے حرم چلی جائیں اور طوافِ زیارت سے فارغ ہولیں۔

یہ بات بھی جان لیں کہ طواف کے لیے پاک ہونا اور باوضو ہونا دونوں ضروری ہیں؛ لیکن سعی کے لیے یہ دونوں چیزیں ضروری نہیں ہیں، تاہم مستحب ضرور ہیں۔ لہٰذا سعی کو مؤخر کر کے بعد میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ البتہ جن مستورات کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہے ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اس دن طوافِ زیارت نہ کریں، اسی میں ان کے لیے راحت ہے؛ بل کہ اگلے دن یعنی ۱۱رذوالحجہ کی صبح میں جلدی چلے جائیں، تہجد کے وقت چلے جائیں یا پھر فجر پڑھ کر چلے جائیں؛ لیکن جلدی نکلیں تاکہ دھوپ سے محفوظ رہیں۔ لہٰذا جن حاجیوں کے ساتھ مستورات ہیں وہ ان باتوں کا بہت خیال رکھیں۔

طوافِ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد واپس منیٰ جانا ضروری نہیں ہے؛ بل کہ طوافِ زیارت سے فارغ ہوکر آپ اپنے کمرے پر جا کر آرام کریں، کھانا کھالیں، وہیں عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھ لیں یہ سب جائز ہے۔ عشا کی نماز اور کھانے وغیرہ سے

فارغ ہوکر منیٰ واپس چلے جائیں۔یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ کو منیٰ کی بہ نسبت مکہ مکرمہ میں اپنے کمرے پر زیادہ راحت ملے گی۔منیٰ میں استنجے کے لیے قطار میں کھڑا رہنا ہوگا، وضو کے لیے قطار میں کھڑا رہنا ہوگا،لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس روز دن میں آپ مکہ مکرمہ میں اپنے کمرے پر رہ کر آرام کرلیں اور رات میں منیٰ واپس ہوجائیں۔

جب آپ منیٰ جائیں تو اپنے خیمے پر جانے کے بجائے سیدھے کنکری مارنے چلے جائیں، اس میں فائدہ یہ ہوگا کہ اگر آپ طوافِ زیارت سے فارغ ہوکر واپس اسی وقت خیمے میں چلے جائیں گے تو آپ کو کنکریاں مارنے کے لیے دوبارہ آنا اور پھر واپس جانا پڑے گا جس میں آپ کو بڑی زحمت ہوگی۔اس زحمت سے بچنے کے لیے بہتر یہی ہے کہ مکہ سے منیٰ واپس ہوتے وقت راستے میں کنکریاں مارتے ہوئے اپنے خیمے پر پہنچیں۔اس صورت میں آپ کا فقط کنکری مارنے کے لیے آنے جانے کا چکر بچ جائے گا۔طوافِ زیارت کے لیے مکہ چلے گئے اور واپسی میں کنکری ماتے ہوئے چلے آئے، اس طرح آپ دوسرے روز کی کنکری سے بھی فارغ ہوجائیں گے،اس طرح کرنے میں آپ کے لیے زیادہ راحت ہے۔

یہ مسئلہ بھی جان لیں

یاد رکھیں! جن عورتوں کو ایام قریب ہونے کا علم تھا، اس کے باوجود انھوں نے سستی اور کاہلی کے سبب طوافِ زیارت نہ کیا تو ان کے ذمے دم واجب ہوگا۔ معلم الحجاج میں لکھا ہے کہ جو عورت یہ جانتی ہے کہ عن قریب اسے حیض آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ وہ پورا طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے؛ لیکن نہیں کیا اور حیض آ گیا، پھر ایامِ نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی تو اس پر دم واجب ہوگا اور اگر چار پھیرے نہیں کر سکتی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ البتہ مردوں کے لیے مذکورہ دنوں میں طوافِ زیارت کرنا شرط ہے، نہ کریں گے تو دم دینا پڑے گا۔

(معلم الحجاج، مکتبہ سعدی بکڈپو، صفحہ نمبر ۱۷۷)

چند راحت رساں مشورے

۱۲ر تاریخ کی کنکری میں یہ ہوتا ہے کہ لوگ پہلے سے واپسی کی تیاری کر لیتے ہیں کہ زوال ہوتے ہی کنکری ماریں گے اور مکہ پہنچ جائیں گے، اس لیے وہ لوگ زوال سے قبل سامان سمیت نکل جاتے ہیں۔ حال آں کہ اس وقت وہاں بہت ہجوم ہوتا ہے اور اسی ہجوم میں اموات کے واقعات بہ کثرت پیش آتے ہیں۔ آپ ایسا نہ کریں؛ بل

کہ آپ اپنی سابقہ ترتیب کے مطابق عصر تک اپنے خیمے ہی میں آرام کریں اور عصر کے بعد اپنا سامان لے کر کنکری مارتے ہوئے وہیں سے مکہ چلے جائیں کہ اس وقت بھیڑ بہت حد تک چھٹ جاتی ہے اور آپ اطمینان کے ساتھ کنکری مار سکتے ہیں۔

عام طور سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر انھوں نے ۱۲ رتاریخ کی کنکری غروب کے بعد ماری تو انھیں ۱۳ رتاریخ کو بھی منیٰ میں رک کر کنکری مارنا پڑے گا، جب کہ ایسا نہیں ہے۔ اگر آپ نے ۱۲ رتاریخ کی کنکری غروب کے بعد ماری یا عشا کے بعد ماری تب بھی آپ کے ذمے ۱۳ رتاریخ کا قیام ضروری نہیں ہے، ہاں البتہ اگر صبح صادق ہوگئی تو پھر آپ کو زوال تک رکنا پڑے گا اور ۱۳ رتاریخ کو بھی کنکری مارنا ہوگا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص آپ سے کہے کہ آپ نے ۱۲ رتاریخ کی کنکری غروب کے بعد ماری ہے، لہٰذا اب آپ ۱۳ رتاریخ کو بھی منیٰ میں رکیں اور کنکری ماریں تو آپ ان کی باتوں میں نہ آئیں۔

نیز ایک کام اور کرلیں جس سے ان شاء اللہ آپ کو بڑی راحت ہوگی۔ وہ یہ کہ جب آپ ۱۱ رتاریخ کو طوافِ زیارت کرنے جائیں تو اپنا زائد سامان اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لیتے جائیں، اس لیے کہ جب آپ

منیٰ آتے ہیں تو اپنی ضرورت کا بہت سا سامان ساتھ لاتے ہیں، لہٰذا جب آپ ۱۱ ر تاریخ کو طوافِ زیارت کے لیے مکہ مکرمہ جائیں تو اپنا زائد سامان لیتے جائیں تاکہ ۱۲ ر تاریخ کو واپسی کے موقع پر آپ پر زیادہ سامان کا بوجھ نہ رہے؛ بل کہ ہلکا پھلکا سامان ساتھ ہو جسے آپ بہ آسانی اٹھا سکیں اور کنکری مارتے ہوئے مکہ مکرمہ واپس چلے آئیں۔ اس طرح کرنے سے آپ آخری دن سامان لاد کر لانے سے بچ جائیں گے؟

ایک ضروری انتباہ

نیز ایک بات یہ بھی جان لیں کہ جو حجاج صحت مند ہیں، چلتے پھرتے ہیں، انھیں اپنی کنکری خود مارنا چاہیے، ان کا یہ عذر قابل قبول نہیں ہے کہ ہمیں بھیڑ سے وحشت ہوتی ہے، گھبراہٹ ہوتی ہے۔ ہاں البتہ جو حجاج واقعی معذور ہیں، وہ اپنا مسئلہ کسی مفتی صاحب سے معلوم کرلیں انھیں کنکری مارنے کے لیے کسی کو اپنا وکیل بنانا جائز ہے یا نہیں۔

مدینے پاک کی فضیلت

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم مکہ سے محبت کرتے تھے؛ بل کہ اس سے بھی زیادہ۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے آپ سے مکہ کے لیے دعا کی تھی، میں آپ سے مدینے کے لیے دعا کرتا ہوں، وہ بھی اور اتنی ہی اور بھی۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی وادیوں کو دیکھتے تو مدینے کی محبت کی وجہ سے سواری تیز کر دیتے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھ کو اپنی قبر ہونا مدینہ

حج تجربات کی روشنی میں

سے زیادہ پسندیدہ ہو، یہ بات آپ تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔

(مشکوٰۃ شریف)

مدینے پاک کی حاضری

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہوجائے

دکھادے یاالٰہی! وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولیٰ تری رحمت برستی ہے

یادرکھیں! مدینے پاک کی حاضری انتہائی سعادت کی بات ہے اور بہت سی برکات کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہاں آپ کا مسائل سے تو سابقہ نہیں پڑے گا؛ البتہ مدینے کے قیام کے تعلق سے چند باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

مدینے پاک پہنچ کر وہاں بہت ادب واحترام کے ساتھ رہیں، وہاں کی بے ادبی، محرومی کا سبب ہوتی ہے۔ چناں چہ بعض اکابر کے متعلق منقول ہے کہ انھوں نے وہاں اس طرح حاضری دی ہے کہ تین تین دن، چار چار

دن اور پانچ پانچ دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیشاب پاخانہ کیا۔ ہم مدینے کے احترام میں اتنا نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا ہی کرلیں کہ وہاں ادب کے ساتھ رہیں، اپنی جانب سے کوئی بے ادبی نہ ہونے دیں۔

حاضری سے پہلے توبہ واستغفار کریں

علما نے لکھا ہے کہ مدینے پاک جاتے ہوئے راستے میں کثرت سے درود شریف پڑھنے کا اہتمام کریں۔ ان ہی علما کی برکت سے اور ان ہی کے صدقے میں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب آپ مدینے پاک کا سفر شروع کریں تو بس میں بیٹھ کر کم از کم تین سو مرتبہ سچے دل سے توبہ و استغفار کریں، اس لیے کہ ہماری زبان گندی، ہماری نگاہیں گندی، ہمارا دل گندہ؛ بل کہ ہمارا سارا وجود گندہ، لہٰذا سب سے پہلے تین سو مرتبہ دل لگا کر توبہ و استغفار کر کے خود کو گناہوں سے پاک صاف کریں۔ بل کہ گناہوں کو سوچ سوچ کر توبہ استغفار کریں اور اللہ رب العزت سے کہیں کہ یا اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے یہ ساری نافرمانیاں کی ہیں، آپ نے ہمیں عرفات میں بلا کر ہمارے سب گناہوں کو معاف کر دیا ہے؛ لیکن عرفات سے واپسی کے بعد ہم سے جو گناہ ہوئے یا مدینے پاک جاتے ہوئے بے خیالی میں جو گناہ ہم سے

ہو جائیں، آپ ان تمام گناہوں کو بھی معاف فرما دیجیے اور مدینے پاک پہنچنے سے قبل ہمیں گناہوں سے ایسا پاک صاف کر دیجیے کہ ان گناہوں کی کوئی نحوست ہمارے قلب اور ہمارے وجود پر باقی نہ رہے۔

ویسے بھی بس میں بہت یک سوئی رہتی ہے، کوئی کام نہیں ہوتا، لہٰذا پورے دھیان اور توجہ کے ساتھ اپنے گناہوں کو سوچ سوچ کر اللہ پاک سے باتیں کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے مدینے پاک کا سفر کریں، استغفار کے بعد پھر درود شریف کی کثرت کریں۔

حضور اکرم ﷺ کی حساس طبیعت

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ''ایک مرتبہ آپ ﷺ نے نماز کا سلام پھیر کر ارشاد فرمایا: لوگ اچھی طرح وضو کر کے نہیں آتے جس کی وجہ سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے''۔ جو طبیعت اتنی حساس ہو کہ اچھی طرح سے وضو نہ ہونے پر ان کی نماز میں خلل آجاتا ہو، تو ہم خود سوچیں کہ اگر ہم ان کے پاس اتنے گناہوں کے ساتھ جائیں گے تو انھیں کس قدر تکلیف ہوگی، اس لیے اللہ پاک کے حضور سچے دل

سے توبہ واستغفار کریں تاکہ ہمارے گناہوں کوئی اثر ہمارے وجود پر باقی نہ رہے۔

اللہ پاک کی یاد کا آسان مراقبہ

دوستو! ایک کام اور کرلیں اور اس کی مشق جانے سے قبل اپنے وطن میں رہتے ہوئے شروع کردیں۔وہ یہ کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ پاک ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں؛لیکن ہمیں اس کا استحضار نہیں رہتا۔لہٰذا تھوڑے تھوڑے وقفے سے یہ تصور کریں اللہ پاک مجھے دیکھ رہے ہیں ،اللہ پاک میرے ساتھ ہیں۔آپ کو فلائٹ میں،بس میں،حرم میں،اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مواقع پر تنہائی ملے گی،وہاں آپ کو کچھ پڑھے بغیر صرف یہ تصور کرنا ہے کہ اللہ پاک مجھے دیکھ رہے ہیں،میرے ساتھ ہیں،اللہ کی رحمت آرہی ہے،میرے دل پر بارش کی طرح برس رہی ہے،میرے دل کو گناہوں سے پاک صاف کررہی ہے،اس تصور اور مراقبے سے ان شاءاللہ آپ کے دل کی ایک کیفیت بنے گی۔اگر ہوسکے تو روزانہ ایک وقت مقرر کرکے تھوڑی دیر کے لیے اس تصور کے ساتھ بیٹھ جائیں،اس کی مشق ابھی سے شروع

کر دیں، یہ تھوڑی دیر کا مراقبہ ان شاء اللہ ہمیشہ کے لیے اللہ رب العزت کی یاد دل میں بٹھانے کا ذریعہ بن جائے گا۔

اللہ پاک سے کس طرح باتیں کریں؟

یہ تو مراقبے کی بات تھی کہ آپ یہ تصور اور مراقبہ کریں کہ اللہ پاک مجھے دیکھ رہے ہیں اور میرے ساتھ ہیں۔ اس کے علاوہ ایک کام یہ بھی کریں کہ ابھی سے اللہ پاک سے باتیں کرنا شروع کر دیں، اس کی عادت ڈالیں۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اللہ سے کس طرح بات کی جائے، تو میں آپ کو اس کا طریقہ بتاتا ہوں کہ آپ حرم میں جا کر بیٹھ جائیں اور اللہ سے بات کرنا شروع کریں کہ یا اللہ! میں آپ کے گھر آیا ہوں، آیا نہیں ہوں؛ بل کہ آپ نے مجھے بلایا ہے۔ یا اللہ! آپ مجھے دیکھ رہے ہیں، میرا دل بھی دیکھ رہے ہیں، اس دل میں موجود گندگی کو بھی دیکھ رہے ہیں، آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس دل میں سب کچھ ہے مگر آپ نہیں ہیں۔ یا اللہ! میں آپ کے دربار میں آیا ہوں، اس امید کے ساتھ آیا ہوں کہ آپ بڑے سخی ہیں، بڑے کریم ہیں، بڑے داتا ہیں، آپ سے زیادہ عطا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ یا اللہ! آپ نے دیکھ لیا کہ میں نے

اس دل میں مخلوق کو بسا رکھا ہے، ڈھیر ساری گندگیوں کو بھر رکھا ہے۔ یا اللہ! میں جانتا ہوں کہ آپ پاک ہیں اور پاک جگہ ہی رہتے ہیں ، اتنی گندگیوں کے ہوتے آپ میرے دل میں نہیں آسکتے ، میں ایسا نہیں ہوں کہ آپ مجھے مل جائیں ؛ لیکن یا اللہ! میں آپ کو پانے کی خواہش رکھتا ہوں، آپ کو پانا چاہتا ہوں، آپ کا ہو جانا چاہتا ہوں ۔ یا اللہ! میں اس لائق کہاں تھا کہ آپ کے گھر آتا ، یہ تو آپ نے اپنے کرم سے مجھے اپنے دربار میں بلایا ہے۔ یا اللہ! جب آپ نے اپنے کرم سے بلا ہی لیا ہے تو اب مزید کرم یہ بھی کر دیجیے کہ آپ مجھے مل جایئے، مجھے گناہوں سے پاک صاف کر دیجیے، میرے دل پر لگے گناہوں کے دھبوں کو دھو دیجیے، میرے دل کو نورانی بنا دیجیے اور اس دل کو اپنا مسکن بنا لیجیے، میرے دل میں آجایئے، بس جایئے، سما جایئے ۔ یا اللہ! آپ مجھے اپنی پسند کا بنا لیجیے ۔ یا اللہ! میں یہاں آپ سے آپ کو مانگنے آیا ہوں، آپ کو پانے آیا ہوں، آپ مجھے مل جایئے ، اپنا بنا لیجیے اور پھر ساری زندگی اپنا ہی بن کر جینے کی توفیق دیجیے۔

اس طرح آپ اپنی زبان میں جس طرح بھی چاہیں اللہ پاک سے بات کریں اور ان سے سوال کریں۔ جب بات کرنا شروع کریں تو

خوداللہ رب العزت آپ کی رہبری کریں گے اورآپ کو بات کاڈھنگ سکھلائیں گے۔جب بھی بات شروع کریں توسب سے پہلے اپنے گناہوں کااعتراف کریں،سچے دل سے معافی مانگیں پھر اللہ پاک کی خوب تعریف کریں،پھرحضرت نبی کریم ﷺ پردرودوسلام پڑھیں۔

یہ بھی جان لیں کہ اللہ پاک سے بات کرنے کے لیے ہاتھ اٹھاناضروری نہیں ہے،آپ بغیر ہاتھ اٹھائے بھی اللہ پاک سے بات کرسکتے ہیں،مانگ سکتے ہیں۔اسی طرح جب مدینے پاک جاناہوتوراستے میں اسی تصور کے ساتھ کچھ دیر تک اللہ پاک سے باتیں کرتے جائیں،پھراس کے بعددرودشریف پڑھناشروع کردیں۔

مدینے پاک جانے سے پہلے سیرتِ مبارکہ ضرور پڑھیں

دوستو!جانے سے قبل آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ ضرور پڑھ کر جائیں۔کیوں کہ اب تک ہم جس طرح درود پاک پڑھا کرتے تھے، ہمیں وہاں اس طرح درودنہیں پڑھنا ہے؛بل کہ اس تصور کے ساتھ درود پاک پڑھناہے کہ ہم اپنایہ درودحضرت نبی کریم ﷺ کوسنارہے ہیں۔

نیز درود پاک پڑھتے ہوئے آپ ﷺ کی زندگی کے حالات و

واقعات پر ایک تصوراتی نگاہ ڈالتے جائیں۔ مثلاً جب آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو یتیم تھے، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ یتیم اور غریب سمجھ کر کسی دودھ پلانے والی نے آپ کو ہاتھ نہیں لگایا، سب منھ پھیر کر چلی گئیں، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ دائی حلیمہؓ آئیں، انھیں کوئی نہ ملا تو پھر کسے لے گئیں؟ اسے لے گئیں جسے سب چھوڑ گئے تھے، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ ایک شیر خوار بچہ ماں کی گود چھوڑ کر ایک اجنبی عورت کے ساتھ جا رہا ہے، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ پھر اس وقت کے حالات سوچیں کہ دبلی پتلی اونٹنی تھی جس سے چلا بھی نہیں جاتا تھا، اس کے تھن بھی سوکھ چکے تھے؛ لیکن حضور ﷺ کے سوار ہوتے ہی جیسے اس کے بدن میں قوت آ گئی، وہ تیز رفتار دوڑنے لگی، اس کے تھن دودھ سے بھر گئے، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ پھر حضرت حلیمہؓ اور آپ کے گھر والوں کا سیراب ہونا، پھر دائی حلیمہؓ کا آپ کو لے کر مکہ واپس آنا، پھر لے جانا، اور شق صدر کا واقعہ پیش آنا جس سے دائی حلیمہ کا گھبرانا اور پھر واپس مکہ مکرمہ لانا۔ یہ سب واقعات سوچتے جائیں اور درود پاک پڑھتے جائیں، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔

پھر چھ سال کی عمر میں ماں کا بھی سایہ چھن گیا، صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَسَلَّمْ۔ ذرا سوچیں کہ اس وقت حضرت نبی کریم ﷺ چھ سال کی عمر میں مکہ کی گلیوں میں کیسے بھٹکتے رہے ہوں گے، ماں کی گود نہ دیکھا ہوتا تو شاید ماں کا پتہ نہ ہوتا؛ لیکن جب دیکھا ہوا چہرہ ہے اور کھیلی ہوئی گود ہے تو بھلا یاد کیسے نہ آئے گی، آپ تو ماں کو جاننے پہچاننے لگے تھے کہ یہ میری ماں ہے، ذرا تصور کریں کہ اس وقت آپ اپنی ماں کو اپنے سامنے نہ پا کر کیسے بے چین ہو جاتے ہوں گے، صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَسَلَّمْ۔ پھر والدہ کی وفات کے بعد آپ دادا کی پرورش میں چلے آئے، دو سال تک دادا محترم نے آپ کی پرورش کی اور اس طرح پرورش کی کہ پوتے کو ایک لمحے کے لیے بھی آنکھوں سے دور ہونے نہ دیا، ذرا دور ہوئے کہ فوراً پکارا کہاں ہے میرا محمد، صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَسَلَّمْ۔

آٹھ سال کی عمر کو پہنچے تو دادا کا بھی انتقال ہو گیا، دیکھنے والوں نے دیکھا اور لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ دادا کے جنازے کے پیچھے روتے ہوئے چل رہے ہیں، صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَسَلَّمْ۔ دیکھئے! اس معصوم کو بچپن ہی سے کتنے دکھوں

میں ڈالا گیااوراس پر غم اورالم کے کیسے کیسے پہاڑ بچپن ہی میں ٹوٹتے رہے، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَسَلَّمْ. اس طرح ان واقعات کوسوچ سوچ کردرود پاک پڑھتے رہیں۔ پھرآپ کا غارِحرا میں جانا اور وہاں گھنٹوں نہیں؛ بل کہ کئی کئی دنوں اللہ پاک کی یاد میں بیٹھنا۔ سوچتے رہیں اور حضور کی یاد کے ساتھ درود پاک پڑھتے رہیں، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا پہلی مرتبہ وحی لے کرآنا اورآپ کواس قدر بھینچنا کہ آپ کواپنی جان کا خوف ہونے لگا، اس وقت بھی آپ کو بہت تکلیف پہنچی، سوچیں اور درود پاک پڑھیں، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔

پھرآپ کا گھبراتے ہوئے حضرت خدیجہؓ کے پاس آنا اوران سے چادر اوڑھانے کے لیے کہنا، پھر حضرت خدیجہؓ کا آپ کو تسلی دینا، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ پھر نبوت ملنے کے بعدآپ کا لوگوں کواللہ کی طرف بلانا اوردین کی دعوت دینا، جواباً لوگوں کا آپ کے ساتھ ترش روئی سے پیش آنا۔ ذرا سوچیں کہ اس کے بعدآپ کوکن کن حالات کا سامنا کرنا پڑا، سوچتے رہیں اور درود پاک پڑھتے رہیں، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ پھرآپ کا اہل مکہ سے مایوس

ہو کر طائف کا سفر کرنا کہ شاید وہ لوگ بات مان جائیں، پھر طائف کے حالات، اہل طائف کی طرف سے تکلیفوں اور اذیتوں کا پہنچنا، سوچیں اور درود پاک پڑھیں، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ اوباش لڑکوں کا آپ کے پیچھے پڑنا، آپ کو پتھر مارنا، آپ کا خون سے شرابور ہونا، نعلین مبارک کا خون سے بھر جانا اور آپ کا تھکن سے چور ہو کر بیٹھ جانا، ان سب واقعات کو سوچتے رہیں اور درود پاک پڑھتے رہیں، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔

اہل طائف کا طرح طرح سے طعنے دینا کہ اللہ کو نبی بنانے کے لیے تو ہی ملا تھا، تیرے علاوہ کوئی نہیں ملا؟ اگر تو جھوٹا ہے تو ہم تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتے۔ ذرا سوچیں کہ ایسی باتوں کو سن کر آپ کے دل پر کیسی چوٹ لگتی ہوگی، صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَسَلَّمْ۔ اگر کسی کو کسی کی جانب سے اذیت پہنچے تو اس وقت اس کے دل کی جو کیفیت ہوتی ہے اور جس کی طرف سے اذیت پہنچی ہے اس کے خلاف جس قسم کے جذبات بنتے ہیں کہ ضرور بدلہ لیں گے۔ پھر وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ سارے جذبات کم زور ہو جاتے ہیں، اس وقت اگر کوئی انتقام لینے کو کہتا ہے تو کہتے ہیں کہ بھائی! جانے دو، اب انتقام

حج تجربات کی روشنی میں

لے کر کیا کریں گے، وقت تو گزر ہی گیا ہے اور پھر دھیرے دھیرے آدمی ان تمام تکالیف کو بھول جاتا ہے۔ لیکن یہاں یہ معاملہ نہیں ہے، یہاں یہ حال ہے کہ سارے زخم تازہ ہیں، ان زخموں سے خون بھی بہہ رہا ہے اور اس قدر بہا ہے کہ نعلین مبارک خون سے بھر چکے ہیں اور آپ زخموں سے چور ہو کر بالکل نڈھال حالت میں ایک جگہ بیٹھ گئے ہیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَسَلَّمَ۔ اس حال میں آپ سے پوچھا جا رہا ہے کہ میرے محبوب! بتائیے میں ان کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟

آپ اللہ رب العزت کو بہ طور خاص اس واقعے کا حوالہ دیں کہ یا اللہ! اس وقت حضرت نبی کریم ﷺ کے جو جذبات تھے اور جس شدتِ تکلیف کے باوجود آپ نے ان ظالموں کے ساتھ شفقت و ترحم کا معاملہ کیا تھا، یا اللہ! آج میں آپ کو آپ کے محبوب کے ان ہی جذبات کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ان جذبات کا کچھ حصہ مجھے بھی عطا فرما دیجیے اور میرے دل میں بھی امت کے لیے ایسی ہی شفقت و ہم دردی پیدا فرما دیجیے اور مجھے تا زندگی امت کے ساتھ ایسا ہی سلوک

کرنے کی توفیق دیدیجیے کہ جب کبھی ایسا موقع آئے تو ہم اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیں؛ بل کہ ہمیشہ معاف کرنے والے اور درگذر کرنے والے بنیں۔ اسی طرح پھر ہجرت کا سفر سوچیں اور درود پاک پڑھتے رہیں۔ پھر آخر میں حضرت نبی کریم ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے واقعے کا تصور کریں کہ آپ کا آخری وقت ہے، کچھ ہی لمحوں بعد آپ اس دنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں۔ آپ کوئی معمولی انسان نہیں ہیں؛ بل کہ دو جہاں کے سردار ہیں اور حال یہ ہے کہ اس سردار کے انتقال کے وقت ان کے گھر میں چراغ جلانے کے لیے تیل تک موجود نہیں ہے۔ الغرض درود پاک پڑھتے ہوئے پوری سیرتِ پاک پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے جائیں اور دل کی حضوری کے ساتھ آقا کو یاد کرتے ہوئے درود پاک پڑھتے جائیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَسَلَّمَ۔

روضۂ پاک پر حاضری سے پہلے

روضۂ پاک پر کس طرح حاضر ہوا جائے، اس تعلق سے بھی گذارشات ملاحظہ فرمائیں۔ اس سلسلے میں میں آپ کو اپنا معمول سناتا چلوں، شاید آپ کو اس سے کچھ نفع ہو جائے۔ الحمد اللہ، اللہ پاک ہی کی دی ہوئی توفیق سے میرا معمول یہ ہے کہ روضۂ پاک پر حاضری سے قبل میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتا ہوں، پھر دو رکعت صلوۃ التوبہ پڑھتا ہوں، پھر دل سے توبہ استغفار کرتا ہوں کہ یا اللہ! میں آپ کے محبوب کو چہرہ دکھانے کے لائق نہیں ہوں، میں وہاں کیسے جاؤں؟ لیکن جائے بغیر بھی تو چارہ نہیں ہے، میں ان کے پاس نہ جاؤں تو پھر کہاں جاؤں۔ اس لیے بہت ڈرتے ڈرتے، سہمتے سہمتے لرزتے قدموں کے ساتھ پہنچتا ہوں اور پہنچ کر سلام پیش کرتے ہیں، معافی مانگنا شروع کرتا ہوں اور بہ طورِ خاص یہ کہتا ہوں کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ پاک کریم ہیں اور آپ بھی کریم ہیں، یہ دو کریموں کا در ہے، میں آپ سے کرم کی بھیک مانگنے آیا ہوں۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی حیاتِ طیبہ میں آپ کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی گنہ گار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کو گواہ بنا کر اللہ

پاک سے معافی مانگتا اور آپ سے سفارش کی درخواست کرتا تو آپ اس کے لیے دعا فرماتے ،اللہ کے حضور اس کی سفارش فرماتے ۔یارسول اللہ! (ﷺ) اگرچہ آپ ظاہری طور پر دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں؛ لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ اپنی قبر اطہر میں حیات ہیں۔دیکھئے! آپ کے سامنے آپ کا ایک گنہ گار امتی سر پر گناہوں کی گٹھری لیے کھڑا ہے، ایک بگڑی اور گندی زندگی لے کر حاضر ہوا ہے۔یارسول اللہ! (ﷺ) آپ اللہ پاک سے میرے حق میں بھی سفارش کر دیجیے کہ اللہ پاک میرے گناہوں کو معاف فرمادیں اور مجھ سے راضی ہو جائیں۔یارسول اللہ! (ﷺ) آپ بھی مجھ سے راضی ہو جایئے اور مجھ پر پیار بھری نگاہ ڈال دیجیے۔

ایک مرتبہ روضۂ پاک پر کھڑا اسی انداز سے معافی مانگ رہا تھا کہ یکا یک میری زبان پر ایک بڑا ہی عجیب جملہ آیا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) جو کچھ آپ دے سکتے ہیں دے دیجیے اور جو کچھ اللہ پاک سے دلا سکتے ہیں دلا دیجیے۔

آپ بھی جب روضۂ پاک پر حاضر ہوں تو ایک تصور باندھ کر جائیں اور وہ روایت بہ طورِ خاص ذہن میں رکھیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا قلبِ اطہر اتنا پاک وصاف ہے کہ اگر ٹھیک طرح وضو نہ کیا

جائے تو اس کا بھی اثر آپ کے قلبِ اطہر پر پڑتا تھا، لہٰذا اگر میں گناہوں سے توبہ کیے بغیر جاؤں گا تو پھر آپ کے قلبِ اطہر پر اس کا کتنا اثر پڑے گا اور آپ کو کس قدر تکلیف ہوگی؟ لہٰذا حاضر ہونے سے قبل اپنے تمام گناہوں سے سچی پکی توبہ کرلیں، اللہ پاک سے معافی مانگ لیں کہ یااللہ! آپ میرے سارے گناہوں کو معاف فرمادیجیے اور مجھے مقبول حاضری کی توفیق عطا فرمایئے۔

جب آپ اس کیفیت کے ساتھ حاضر ہوں گے اور اس طرح توبہ واستغفار کرنے کے بعد حاضر ہوں گے تو ان شاء اللہ، اللہ پاک آپ کو مقبول حاضری کی توفیق نصیب فرمائیں گے۔ حاضری سے قبل ان اعمال کا کرنا فرض یا واجب نہیں ہے؛ لیکن ہمیں اس طرح حاضر ہونے سے بڑا نفع ہوتا ہے، اگر آپ بھی مناسب سمجھیں تو ایسا کرلیں، امید ہے کہ ان شاء اللہ آپ کو بھی نفع ہوگا۔

نیز پورے سفرِ حج میں ایک دعا بار بار کرتے رہیں کہ یااللہ! جس وقت جو کام جس طریقے پر کرنا آپ کو پسند ہو، آپ اس وقت اس کام کو اسی طریقے کے مطابق انجام دینے کی توفیق نصیب فرمایئے۔

روضۂ پاک پر پڑھا جانے والا سلام

جب آپ روضۂ پاک کے سامنے کھڑے ہوں تو ان الفاظ کے ساتھ سلام پیش کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

دعائے عرفات

تفسیر درِ منثور میں بیہقی کے حوالے سے قرآن مجید کی آیت "ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ" کے تحت حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ایک حدیث منقول ہے اور امام بیہقی نے اس روایت کی صحت پر ان الفاظ کے ساتھ مہر لگائی ہے "ولیس في اسناده من ينسب الى الوضع" وہ روایت یہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان عرفہ کے دن زوال کے بعد میدان عرفات میں قبلہ رخ ہو کر:

لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ سو مرتبہ پڑھے، پھر سورۂ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ" (پوری سورت) سو مرتبہ پڑھے، اس کے بعد یہ درود پاک:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ۔

سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے اے میرے فرشتو! اس بندے کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح وتہلیل، تکبیر وتعظیم، تعریف وثنا کی اور میرے رسول ﷺ پر درود بھیجا، (پھر خود ہی فرماتے ہیں کہ) اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو، میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت قبول کی۔ اور اگر یہ اہل عرفات کے لیے شفاعت کرے تو بھی میں اس کی شفاعت قبول کروں گا۔ (درمنثور)

اللہ پاک ان گزارشات کو قبول فرمائیں اور ہم سب کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حج پر لے جانے والے ضروری سامان کی فہرست

اب میں آپ کو حج پر لے جانے والے کچھ ضروری سامان کی تفصیل بتلا دوں۔

) سفری مصلیٰ جس کے نیچے پلاسٹک لگی ہوتی ہے۔ چند مسواک۔ تسبیح۔ طواف کی تسبیح۔ چھوٹا قرآن مجید۔ قبلہ نما۔ مارکر پین۔ حج سے متعلق کتابیں، مثلاً

معلم الحجاج۔ (مفتی سعید احمد صاحبؒ)

احکامِ حج۔ (حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

آسان حج۔ (حضرت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ)

حج قدم بہ قدم۔ (مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی)

اپنا حج خراب ہونے سے بچائیں۔ (مفتی لطیف الرحمٰن صاحب)

حج سے متعلق یہ چند کتابیں ضرور ساتھ لے لیں۔

معمولات کی کتابیں، مثلاً

مناجاتِ مقبول۔ ۱۰۰ درود و سلام۔ منزل۔

یہ تین کتابیں روزمرہ کی چند اہم دعاؤں کے اضافے کے ساتھ یک جا

کتابی صورت میں ''اورادِ مومن'' کے نام سے شائع ہوچکی ہیں جسے آپ ادارہ اسلامیات، محمد علی روڈ، ممبئی (تاج آفس کے قریب) سے حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ سارے سامان اس بیگ میں رکھیں جس میں آپ پاسپورٹ اور ٹکٹ وغیرہ رکھیں گے۔

۲) حجامت کا سامان۔ (قینچی، ریزر مشین وغیرہ) کنگھی۔ چھوٹا آئینہ۔ برش۔ منجن۔ ناخن تراش۔ خلال۔ نہانے کا صابن۔ سر پر رکھنے والا تیل۔ سرمہ۔ عطر۔ (ان سامانوں کو لگیج میں ڈال دیں، ساتھ میں نہ رکھیں)

۳) کپڑے دھونے کے لیے بقدر ضرورت پاؤڈر۔ احرام کی حالت میں استعمال کے لیے بغیر خوشبو والا صابن جسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے رکھیں۔ برش۔ چند میٹر پلاسٹک کی رسی۔ تقریباً ایک درجن کلپ۔ دیوار پر چپک جانے والے چند ہکس۔ بالٹی اور مگ۔ (اگر کئی آدمی ایک ساتھ ہوں تو پھر ایک بالٹی اور ایک مگ کافی ہے۔)

۴) کچھ برتن، مثلاً کپ۔ پلیٹ۔ چمچہ۔ چائے یا دودھ گرم کرنے کے لیے کوئی برتن۔ چائے چھلنی۔ دسترخوان۔ چاقو۔ پسا ہوا نمک۔ کالی مرچ۔

۵) اپنے استعمال کی ضروری دوائیں، خصوصاً دو دوائیں تو ضرور اپنے ساتھ لے لیں۔

حج تجربات کی روشنی میں

۱) وہ کریم جو زیادہ چلنے کی وجہ سے جانگوں کے چھل جانے پر لگایا جاتا ہے۔

۲) نزلہ کھانسی اور گلے کی خراش کے لیے کوئی دوا ڈاکٹر کے مشورے سے ضرور لے لیں۔

۶) چشمے کی چین۔ایک زائد چشمہ۔چشمے کے نمبر کا کاغذ۔اپنے قلم کے علاوہ چند زائد قلم۔کاغذ۔فون کی ڈائری۔پنسل۔ربر۔کچھ زائد فوٹو۔پاسپورٹ اور ٹکٹ کی زیروکس کاپی۔

۷) چار جوڑی کپڑے۔دو جوڑی احرام۔احرام کی بیلٹ جس میں متعدد کشادہ جیبیں ہوں، جن میں مسواک، کمرے اور سامان کی چابی وغیرہ رکھی جاسکے۔چپل رکھنے کے لیے کپڑے کی تھیلی۔احرام کے دوران پہننے کے لیے دو عدد دو پٹی والی چپل جسے سلیپر کہتے ہیں، لے لیں اور سفر سے ایک دو روز پہلے پہن کر عادت بنالیں۔ایک عدد پلنگ کی چادر۔دو عدد لنگی۔چھوٹا تکیہ۔تولیہ۔موسم کے اعتبار سے گرم سوئٹر یا گرم شال۔ایک عدد ٹارچ۔سامان محفوظ کرنے کے لیے تالے۔الارم گھڑی۔ٹیشو پیپر۔سوئی دھاگا۔ایک عدد لوٹا ضرور لے لیں جو منیٰ، عرفات، مزدلفہ اور مدینہ منورہ کے سفر میں بہت کام آئے گا۔

کچھ ضروری ہدایات

۱) چوں کہ پاسپورٹ والا چھوٹا بیگ ہر وقت آپ کے ساتھ رہے گا، لہٰذا اس بات کا خیال رکھیں کہ اس بیگ میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو خوشبودار ہو، نیز احرام کی حالت میں استعمال میں آنے والا سامان مثلاً تسبیح، مصلّٰی وغیرہ بھی چیک کرلیں کہ کہیں اس میں خوشبو وغیرہ تو نہیں ہے۔

۲) اپنے تمام پیسے ایک جگہ نہ رکھیں؛ بل کہ مختلف جگہوں پر رکھیں، البتہ ان بیگوں میں ہرگز نہ رکھیں جو بک ہوکر جہاز میں لے جائے جاتے ہیں۔

۳) نمازوں کے اہتمام کے لیے باوضو رہنے کی کوشش کریں، اگر جہاز میں نماز پڑھنے کی نوبت آجائے اور وضو نہ ہو تو جہاز کے بیت الخلا میں جاکر بڑی احتیاط سے وضو کرکے بیسن کے اردگرد گرا ہوا پانی ٹشو پیپر سے صاف کردیں، تاکہ دیگر مسافروں کو تکلیف نہ ہو۔

۴) ایئرپورٹ سے ملنے والے بورڈنگ کارڈ اور سامان کے ٹیگ بہت حفاظت سے رکھیں، یہ بھی دیکھ لیں کہ آپ نے جتنے عدد سامان لگیج میں ڈالا ہے اتنے ہی عدد ٹیگ آپ کو ملے ہیں یا نہیں، کہیں ایسا

نہ ہو کہ آپ کا سامان تو زیادہ ہو اور آپ کو بھولے سے ٹیگ کم ملیں۔

۵) اگر آپ کا جہاز کہیں درمیان میں رک کر جدہ یا مدینہ جانے والا ہو، مثلاً آپ کو بمبئی سے جدہ جانا تھا؛ لیکن جہاز ریاض میں رک کر پھر جدہ جائے گا تو اس صورت میں آپ یہ ضرور دیکھ لیں کہ کہیں آپ کو ملنے والے ٹیگ پر ریاض تو نہیں لکھا ہوا ہے، اس لیے کہ اگر ٹیگ پر ریاض لکھا ہوگا تو پھر آپ کا سامان جدہ پہنچانے کے بجائے ریاض ہی میں اتار دیا جائے گا، پھر بعد میں آپ کو بڑی دقت ہوگی۔

۶) اگر زائد مسواک رکھنا ہو تو پہلے انھیں دھوپ میں خوب سکھالیں۔

۷) اپنے سامان کے ہر بیگ پر اپنا نام، پتہ اور فون نمبر واضح طور پر لکھ لیں۔

۸) اگر موبائل فون یا اس طرح کی کوئی الیکٹرانک چیز ساتھ لے جا رہے ہوں تو اس کا چارجر اور بیٹری وغیرہ بھی ساتھ لے لیں، نیز ہوائی جہاز کے سفر کے دوران ان آلات کو بند رکھیں۔

۹) چند پلاسٹک کی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں اپنے ہینڈ بیگ میں ضرور رکھیں تاکہ اگر کبھی قے وغیرہ ہو تو یہ تھیلیاں اس وقت کام آسکیں۔ اگر خود کو قے نہ بھی ہوئی تو کبھی کبھی سفر کے دوران پاس میں بیٹھنے والے آدمی کو قے ہونے لگتی ہے، اس وقت یہ تھیلی آپ اسے دے سکتے ہیں۔

حج تجربات کی روشنی میں

۱۰) اپنے ہر سامان پر مارکر پین سے اپنا نام لکھ لیں نیز دوسروں کا سامان بلا اجازت استعمال نہ کریں۔

۱۱) اپنے وطن کے جس ائیر پورٹ پر آپ کو واپس آنا ہے اس شہر کے نماز کا ٹائم ٹیبل بھی ساتھ رکھ لیں، تاکہ واپسی میں اگر جہاز صبح صادق یا طلوع وغروب کے وقت پہنچ رہا ہو تو اس موقع پر وقت دیکھ کر حالات کے اعتبار سے جہاز میں یا جہاز سے اتر کر ائیر پورٹ پر فی الفور نماز پڑھی جاسکے۔

۱۲) واپسی کے وقت گرم کپڑے ہینڈ بیگ میں رکھیں تاکہ اگر اس وقت ائیر پورٹ پر سردی زیادہ ہو تو یہ کپڑے بہ آسانی نکال کر پہنے جاسکیں۔

نوٹ: سفر کے دوران پیش آنے والی صعوبتوں اور انتظار کی زحمتوں کو حق تعالیٰ کی رحمت سمجھ کر صبر کریں اور اس بات پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ انھوں نے ہمارے اس سفر کو جو پہلے مہینوں میں طے ہوا کرتا تھا گھنٹوں میں طے کرادیا اور ان مشقتوں سے بھی بچایا جو اس وقت کے حاجیوں کو برداشت کرنا پڑتی تھیں۔

حمدِ باری تعالیٰ

ترے دیکھنے کی جو آس ہے
یہی زندگی کی اَساس ہے
میں ہزار تجھ سے بعید ہوں
یہ عجب کہ تو مرے پاس ہے
تیری ذات پاک ہے لازوال
تیری سب صفات ہیں بے مثال
تو بَرونِ وہم وخیال ہے
تو ورائے عقل وقیاس ہے
کسی انجمن میں قرارِ دل
نہ کسی چمن میں بہارِ دل
کہوں کس سے حالت زارِدل
کہ وہ ہر جگہ میں اُداس ہے

ترا کچھ پتہ بھی جو پا گیا
وہ تمام جہان پہ چھا گیا
اُسے اَب کسی سے امید ہے
نہ کسی سے خوف وہراس ہے

جیسے جیسے درِ محبوب قریب آتا ہے
دل یہ کہتا ہے میں پہنچوں نظر سے پہلے

نعت رسول مقبول ﷺ

نبیٔ اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو
عجب مشکل میں کارواں ہے نہیں کوئی جادہ نہ پاسباں ہے
بہ شکل رہبر چھپے ہیں رہزن اٹھو ذرا انتقام لے لو

حج تجربات کی روشنی میں

قدم قدم پہ ہے خوفِ رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن

زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تم ہی محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے

تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آ گئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے

تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیبہ مزارِ اقدس پہ جا کے اک دن

سناؤں ان کو میں حالِ دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

اعتذار

نعت لکھنے کا یہ سامان بنا لوں تو لکھوں

مشک و عنبر سے دہن اپنا بسا لوں تو لکھوں

چشمِ حورانِ بہشتی کا میں کاجل لے لوں

شاخِ سدرہ سے قلم پہلے بنا لوں تو لکھوں

یا قلم کی جگہ مل جائے مجھے نوکِ ہلال

صفحۂ شمس ہے خالی اسے پالوں تو لکھوں

صبغۃ اللہ سے رنگین تو کرلوں کاغذ

حاشیہ کہکشاں سے میں منگالوں تو لکھوں

پہلے جبرئیل سے آدابِ کتابت سیکھوں

عظمتیں اسمِ مبارک کی لکھالوں تو لکھوں

عمر بھر پہلے پڑھوں دل سے درود اور سلام

پھر سراپا کو میں آنکھوں میں بسالوں تو لکھوں

ماسوا کا خس وخاشاک بھرا ہے دل میں

آتشِ عشق سے میں اس کو جلالوں تو لکھوں

نعت لکھنے کی یہ حسرت تو ہے قدرت لیکن

یہ لوازم نہیں ملتے انھیں پالوں تو لکھوں

نعت

کہاں جنوں کا ٹھکانا کہاں پہ شام کروں
نبی کا گاؤں ملے تو وہیں قیام کروں
وہاں پہ قید کرو جہاں مدینہ ہے
قفس میں بیٹھ کے دیدار صبح وشام کروں
یہ آرزو ہے کہ تدفین ہو مدینے میں
سفر حیات کا مولیٰ میں جب تمام کروں
یہی ہے دل کی تمنا کہ مالکِ کونین
وہ کاش خواب میں آئیں تو میں سلام کروں
ولی دعا ہے خدا سے خدا کی حمد کے بعد
میں ان کا ذکر کروں اور صبح وشام کروں

نعت

مجھے کیا علم کیا تم ہو خدا جانے کہ کیا تم ہو!
بس اتنا جانتا ہوں محترم بعد از خدا تم ہو
کسی کی آرزو کچھ ہو کسی کا مدعا کچھ ہو!
ہماری آرزو تم ہو ہمارا مدعا تم ہو
نہ یہ قدرت زباں میں ہے نہ یہ طاقت بیاں میں ہے
خدا جانے تو جانے کوئی کیا جانے کہ کیا تم ہو
رسالت کو شرف ہے ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیا تم ہو
زمانہ جانتا ہے صاحبِ لولا...... لما تم ہو
جہاں کی ابتدا تم ہو جہاں کی انتہا تم ہو
یہ ربطِ باہمی امت کو وجہِ صد تفاخر ہے
تمھارا ہے خدا محبوب، محبوبِ خدا تم ہو
تمھارے واسطے اسعدؔ کہیں بہتر ہے شاہی سے
کہ اک ادنیٰ غلامِ بارگاہِ مصطفیٰ تم ہو

نعت

مصطفیٰ، مجتبیٰ، تیری مدح وثنا
میرے بس میں نہیں دست رس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مناجات

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

یار رہے یارب تو میرا اور میں تیرا یار رہوں

مجھ کو فقط تجھ سے ہو محبت خلق سے میں بیزار رہوں

ہردم ذکر وفکر میں تیرے مست رہوں سرشار رہوں

ہوش رہے مجھ کو نہ کسی کا تیرا مگر ہوشیار رہوں

اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ

لا الٰہ الا اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ

تیرے سوا معبودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

تیرے سوا مقصودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

تیرے سوا موجودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

تیرے سوا مشہودِ حقیقی کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ

لا الٰہ الا اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ

تیرا گدا بن کر میں کسی کا دست نگرا ے شاہ نہ ہوں

بندۂ مال وزر نہ بنوں میں طالب عزوجاہ نہ ہوں

راہ پہ تیری پڑ کے قیامت تک میں کبھی بے راہ نہ ہوں

چین نہ لوں جب تک رازِ وحدت سے آگاہ نہ ہوں

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ

لا الٰہ الا اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے

تجھ پر سب گھر بار لوٹا دوں خانۂ دل آباد رہے

سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے

سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ

لا الٰہ الا اللّٰہ لا الٰہ الا اللّٰہ

حج تجربات کی روشنی میں

نفس و شیطاں دونوں نے مل کر ہائے کیا ہے مجھ کو تباہ

اے میرے مولیٰ میری مدد کر چاہتا ہوں میں تیری پناہ

مجھ سا خلق میں کوئی نہیں گو بد کردار و نامہ سیاہ

تو بھی مگر غفار ہے یا رب بخش دے میرے سارے گناہ

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ

لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ

لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر ترا اے میرے خدا

نکلے میرے ہر بُنِ موٗ سے ذکر ترا اے میرے خدا

اب تو کبھی چھوڑے بھی نہ چھوٹے ذکر ترا اے میرے خدا

حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر ترا اے میرے خدا

اب تو رہے بس تا دم آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ

لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

جب تک قلب رہے پہلو میں جب تک تن میں جان رہے

لب پہ تیرا نام رہے اور دل میں تیرا دھیان رہے

جذب میں چاہے ہوش رہیں اور عقل مری حیران رہے

لیکن تجھ سے غافل ہرگز دل نہ مرا اک آن رہے

اب تو رہے بس تادمِ آخر وردِ زباں اے میرے الٰہ

لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

مناجات

از: جناب محترم محمد شمس الہدیٰ قیسی الفاروقی صاحب مرحوم

سزاوارِ حمد و ثنا ہے خدا عبادت کے لائق نہیں دوسرا

جہانوں میں تیری خدائی بھی ہے تیرے ہاتھ حاجت روائی بھی ہے

تیرے ہاتھ میں ہے سفید و سیاہ میں اک بندۂ عاصی و روسیاہ

مرا فہم و ادراک محدود ہے معاصی سے سب راہ مسدود ہے

بجز تیرے کوئی سہارا نہیں زباں کو طلب کا بھی یارا نہیں

اسی واسطے عرض ہے اے خدا تیری شانِ رحمت کا ہے واسطہ

دعا جو کبھی حضرت آدمؑ نے کی — دعا جو کبھی نوحؑ و مریمؑ نے کی

دعائیں جو کرتے تھے تیرے خلیلؑ — عطا ہو وہ سب مجھ کو رب جلیل

دعائیں جو کیں تجھ سے یعقوبؑ نے — دعائیں جو کیں حضرت ایوبؑ نے

دعائیں ہوئیں قید شاہی میں جو — دعائیں ہوئیں بطن ماہی میں جو

دعا تھی جو قلب سلیمانؑ میں — دعائیں ہوئیں جو بیابان میں

دعا جو کبھی تجھ سے موسیٰؑ نے کی — دعا جو کبھی حضرت عیسیٰؑ نے کی

دعا جو حضرت محمدؐ نے کیں — دعائیں جو آلِ محمدؐ نے کیں

ابد تک ہر اک لحظہ رب انام — تو بھیج ان پہ لاکھوں درود و سلام

دعائیں جو شام و سحر میں ہوئیں — دعائیں جو بحر اور بر میں ہوئیں

دعائیں جو تیرے امیروں نے کیں — دعائیں جو تیرے فقیروں نے کیں

دعا جو یتیموں حقیروں نے کیں — دعائیں جو تیرے اسیروں نے کیں

دعائیں جو کیں تیرے محبوب نے — دعائیں جو کیں تیرے مجذوب نے

دعائیں جو کیں تیرے بیمار نے — تیرے عشق میں تیرے سرشار نے

دعائیں جو کرتے تھے سب انبیا — دعائیں جو کرتے تھے سب اصفیا

حج تجربات کی روشنی میں

ابو بکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ علیؓ — دعائیں جو کرتے تھے تیرے ولی

دعائیں جو کیں حاجی امدادؒ نے — جو کیں ان کے مرشد نے استاد نے

جو تھیں حضرت اشرف کے معمول میں — لکھیں جو مناجاتِ مقبول میں

میرے شہ وصیؒ نے مناجات میں — دعائیں جو کیں خاص اوقات میں

دعا جو کریں شاہ عبد الحلیمؒ — مجھے بھی بخش دے اے کریم

دعائیں جو ان کی کیا ہو قبول — ما از من خستہ جان و ملول

بہن بھائی زوجہ اور اولاد کو — خدا بخش دے میرے اجداد کو

چچی کو چچا کو بھی ماں باپ کو — ہے آساں بہت بخشنا آپ کو

تیری شان امجد کی ہے بخش دے — جو امت محمدؐ کی ہے بخش دے

خدایا اس امت کی اصلاح کر — اس امت پر کر دے کرم کی نظر

یہ ہے نام لیوا تیرا آج بھی — یہ رحم و کرم کی ہے محتاج بھی

محمدؐ پہ یا رب صلوٰۃ دوام — محمدؐ پہ یا رب ہو لاکھوں سلام

میرے قلب کو اے خدا پھیر دے — تیرا ذکر اب زندگی گھیر دے

غنا سے مرا سینہ معمور کر — تو محتاج کی بے کسی دور کر!

بچا شرک اور کفر و بدعات سے | کہ ہوں بہرہ ور تیری برکات سے
تو چاہے تو ہو میرا آساں حساب | نہ لکھا ہو قسمت میں میری عذاب
عمل میرے ہم راہ کوئی نہیں | کہ مجھ سا بھی گم راہ کوئی نہیں
معاصی سے بھر پور ہے زندگی | اسی کی ہے اب تجھ سے شرمندگی
خدایا یہ سر لے کے جاؤں کہاں | گناہوں کی گٹھری چھپاؤں کہاں
الٰہی! یہ سر دوش پر بار ہے | گناہوں کا سر پر اک انبار ہے
عمل کی حیات اپنی معدوم ہے | خدا جانے کیا میرا مقسوم ہے
کرم کر کہ قعر مذلت میں ہوں | خدایا! محمدؐ کی امت میں ہوں
محمد کہ ساقی کوثر بھی ہیں | وہی شافعِ روز محشر بھی ہیں
وہ شمس الضحیٰ اور بدر الدجیٰ | وہ خیر الوریٰ اور علم الہدیٰ
وہ عز العرب اور عین النعیم | عفوٌ، حفیٌ، رؤفٌ رحیم
انھیں جب شفاعت کا پایہ ملے | مجھے ان کے دامن کا سایہ ملے

وصلی اللّٰہ علی النبی الکریم

برحمتک یاأرحم الراحمین